

اسلامی آداب معاشرت پر جامع نائیہ نازک نیاٹ

بِدَايَةُ الْهُدَايَةِ

تصنیف لطیف

حجۃ الاسلام حضرت ابراہیم محمد غفرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تصحیح و تہذیب مع حواشی از

مولینا ابوالحسن حکیم محمد رمضان علی قادری مدظلہ

ہجرت

سید شاہ تراب الحق قادری

حنفیہ پاک سبلی کیشنر کراچی

بالمقابل شہید مسجد کھسارادر کراچی

www.maktabah.org

اسلامی آداب معاشرت پر جامع نایہ ناز کتاب

بیاتہ الہدایہ

تصنیف لطیف

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تصحیح و تہذیب مع حواشی از

مولینا ابوالحسن حکیم محمد رمضان علی قادری مدظلہ

باہتمام

سید شاہ تراب الحق و سادری

حنفیہ پاک سبلی کیشنز کراچی
کھارادر کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : ہدایۃ الہدایہ
 مصنف : حجتہ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 تصحیح و حواشی : مولانا ابوالحسن حکیم محمد رمضان علی قادری مدظلہ
 باہتمام : سید شاہ تراب الحق قادری
 پیش کش : غلام محمد قادری
 معاونت : محمد اسمعیل، محمد رفیق قادری
 ضخامت : ۱۰۴ صفحات $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$
 طباعت : بار دوم ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مارچ ۱۹۹۹ء
 تعداد : ہزار تقریباً
 ناشر : حنفیہ پاک پیبلی کیشنز کراچی
 مطبع : عیلائی پرنٹرز کراچی فون 2628670
 قیمت :

ملنے کا پتہ

- حنفیہ پاک پیبلی کیشنز کراچی
- شریک قادریہ سمجھو رو سندھ
- بالمقابل شہید مسجد کھارادر کراچی
- المکتبۃ المدینہ کھارادر کراچی
- مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی
- ضیاء الدین پیبلی کیشنز کھارادر کراچی
- مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ رضویہ
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ دارالسلام چوک گوجرانوالہ
- مکتبہ قادریہ لاہور نمبر ۸
- مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ شارع مفتی خلیل صاحب آباد
- مکتبہ ضیاء السنہ ریلوے روڈ ملتان
- مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی
- مکتبہ اولیسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور
- مدنی بکڈپو نزد جامع مسجد کلاں کونڈی کراچی
- رضوان کاپی ہاؤس موسیٰ لین کراچی
- جیلانی بکڈپو بندر روڈ کراچی

فہرست مضامین

| | | | |
|----|---|----|--|
| ۶۶ | اپنی زبان کو آٹھ باتوں سے محفوظ رکھنا | ۴ | انتساب |
| ۷۷ | جھوٹ بولنا | ۵ | پیش لفظ |
| ۶۷ | وعدہ خلافی | ۱۰ | سوانح حیات امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ |
| ۷۸ | غیبت | ۱۷ | حصول علم کا مقصد |
| ۶۹ | ریاکاری، جہل اور منافقت | ۲۱ | طلاعات کا بیان |
| ۷۰ | خود ستانی | ۲۳ | نیند سے بیدار ہونے کے آداب |
| ۷۱ | لعنت کرنا | ۲۴ | بیت الخلا جلنے کے آداب |
| ۷۲ | مخلوق پر بد دعا کرنا | ۲۶ | وضو کے آداب |
| ۷۳ | لوگوں سے ٹھٹھا کرنا | ۳۱ | غسل کے آداب |
| ۷۴ | آفاتِ شکم | ۳۲ | تیمم کے آداب |
| ۷۵ | شرمگاہ کی حفاظت | ۳۳ | مسجد کو جانے کے آداب |
| ۷۶ | دونوں ہاتھوں کو محفوظ رکھنا | ۳۸ | مسجد میں داخل ہونے کے آداب |
| ۷۷ | پاؤں کو برائی سے محفوظ رکھنا | ۴۲ | نماز کے بعد دعائیں و اذکار |
| ۷۸ | دل کی معصیتوں کا بیان | ۴۶ | طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک کے آداب |
| ۷۹ | اللہ تعالیٰ کے ساتھ آدابِ صحبت و معاشرت | ۴۷ | بندہ اپنے دین کے اعتبار سے تین درجہ پر ہے |
| ۸۰ | اور مخلوقات کے ساتھ معاملات کا بیان | ۴۸ | ہر شخص حقوق العباد میں تین درجہ پر ہے |
| ۸۱ | علم کے سترہ آداب | ۴۹ | باقی نمازوں کیلئے تیار ہونے کے آداب |
| ۸۲ | دوست کی پانچ خصلتیں | ۵۲ | سونے کے آداب |
| ۸۳ | ساتھی تین طرح کے ہوتے ہیں | ۵۶ | نماز کے آداب |
| ۸۴ | لوگ تین طرح کے ہیں | ۵۹ | امامت و اقتداء کے آداب |
| ۸۵ | دوستی کے حقوق | ۶۲ | جمعہ کے آداب |
| ۸۶ | صحبت کے آداب | ۶۴ | روزوں کے آداب |
| | | | گناہوں سے اجتناب کا بیان |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

انتساب

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ط اما بعد

ہم اس کتاب مستطاب کو ان بزرگان دین
شہزادہ العلی حضرت مفتی اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاوری
شیخ العرب العجم، قطب المدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں قادری رضوی
غزالی زماں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی
پیر طہ لقیق استاذ القراء حضرت علامہ حافظ قاری محمد مصلح الدین صدیقی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

کی ذوات مقدسہ سے منسوب کرتے ہوئے انتہائی مسرت کا اظہار کرتے
ہیں جن کی مخلصانہ کوششوں نے مذہب ہند اہلسنت و جماعت کو
جلابخشی اور جن کی تعلیم و تربیت نے لاکھوں فرزند ان توحید کو صراط مستقیم
پر گامزن کیا اور جن کی نظر کیمیا اثر نے ہزاروں سیاہ بختوں کو نیک بخت
کر دیا۔

گر قبول افتد رہے عز و شرف

الفقیہ سید شاہ تراب الحق قادری

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين ۝ الرحمن الرحيم ۝ والصلوة والسلام
على سيد المرسلين، خاتم النبيين سيدنا ومولانا محمد بن النبي
الأقنى الامين وعلى آله وصحبه اجمعين - اما بعد -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

یہ امر نہایت مسرت انگیز اور لائق تحسین ہے کہ ہمارے بعض ادارے
اکابرین امت کی تالیفات و تصنیفات عربی و فارسی کے اردو تراجم شائع کر رہے
ہیں۔ تاکہ بلند پایہ و مستند بزرگان دین کے فیوضات سے اردو وال حضرات بھی
مستفیض و مستفید ہو سکیں۔ فجزاءہم اللہ احسن الجزاء۔

تاہم یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ کچھ ادارے اس مقصد بالشان کام
کو شایان شان طور پر انجام دینے کے بجائے محض کاروباری و تجارتی مروج کے تحت
اپنا رہے ہیں۔ نہ کہ تبلیغ حق و اشاعت دین کی خاطر۔ یہ صاحبان کسی مشہور و معروف
عالم دین کی کسی کتاب کا اردو ترجمہ صرف اس نقطہ نظر سے شائع کرتے ہیں کہ اس کے
مصنف کا نام دیکھ کر ہی شایقین ہاتھوں ہاتھ خرید لیں گے اور ہمیں کثیر منافع
حاصل ہو جائے گا۔ پھر خواہ یہ ترجمہ کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اور اس کتاب
کو خرید کر پڑھنے والے کے کچھ پلے پڑے یا نہ پڑے۔ ہماری بکلاسے۔ چنانچہ اس سوچ
کے تحت جب کسی کتاب کا ترجمہ کرالے کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو کسی ایسے مترجم کو تلاش
کرتے ہیں جو کم سے کم اجرت پر جلد سے جلد ترجمہ مکمل کر دے۔ اور کم تعلیم یافتہ پیشہ ور
مترجمین سے الٹا سیدھا غیر معیاری اردو ترجمہ کر کر شائع کر دیتے ہیں جس کے
نتیجہ میں کتاب کے مصنف کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے اور پڑھنے والوں کو بھی

سخت بالوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ صورت حال کچھ عرصہ مزید جاری رہی تو کچھ بعید نہیں کہ لوگ ایسی کتابیں خریدنا ہی چھوڑ دیں۔

ایسے غیر معیاری تراجم کی مختلف کتابوں کے تراجم سے بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر ان سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ فقیر صرف اس کتاب ”بدلیۃ الہدایۃ“ مصنف، حجتہ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کے اردو ترجمہ کے چند نمونے پیش خدمت کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جس کی اصلاح و تصویب کے لئے میرے محترم کرم فرما جناب غلام محمد صاحب قادری نے فقیر سے فرمائش کی اور اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

نمونہ نمبر ۱۔ ”جاننا چاہیے کہ لوگ علم کی طلب میں تین حال پر ہیں۔ ایک وہ شخص ہے کہ جو علم کو معاد کا توشہ بنا لے اور اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور دارِ آخرت ہو سو ایسا شخص کامیاب ہونے والوں میں سے ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جو موجودہ زندگی کی اوس سے مدد لے اور اس کے ذریعہ سے عزت و جاہ اور دنیا کا مال حاصل کرے۔ اور وہ اس بات کو جانتا اور اپنے دل میں اس حالت کی رکاوٹ اور خست مقصد کو سمجھتا ہو تو ایسا شخص خطرہ میں ہے اگر توبہ سے پہلے اس کی موت آگئی تو اس پر بُرے خاتمہ کا ڈر ہے اور اس کا امرِ خیر مشیتِ ایزدی پر ہے اگر موت آنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل گئی اور علم کے ساتھ عمل کو منظم کر دیا اور اپنی زیادتی خلل کا تدارک کر لیا تو یہ شخص کامیاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔ کیونکہ گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی مثل ہے۔ تیسرا وہ شخص ہے جس پر شیطان غالب ہو گیا ہو اور وہ اپنے علم کے باعث ہر ایک جگہ اسی امید پر جاتا ہو کہ دنیا سے اپنا مطلب پورا کر لے اور پھر وہ اپنے جی میں اس بات کو پوشیدہ رکھتا ہو کہ خدا کے ہاں میرا بڑا رتبہ ہے“ (ص ۱۶) نمبر ۲۔ ”اے طالبِ تواللہ تعالیٰ کے قیامِ ادا تک نہ پہنچے گا جب تک کہ اپنے دل اور اعضا کا مراقبہ نہ کرے گا اور اپنے لحظات و انفاس میں صبح سے شام تک دھیان نہ کرے گا تو یقیناً جان لے کہ اللہ تعالیٰ تیرے اوپر مطلع ہے۔“ الخ (ص ۱۷)

نمبر ۳۔ اللہم اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبِرْکَۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشُّوْمِ وَالْهَلَکَۃِ۔ بارخدا یا میں تجھ سے یمن اور برکت کا خواستگار ہوں بخل اور ہلاکت سے تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں“ (ص ۴)

نمبر ۴۔ ”پھر داہنا پاؤں اور پھر بائیں مع ٹخنوں کے اور پاؤں کی انگلیوں کا بائیں ہاتھ کی خضر سے غلام کر اس حال میں کہ شروع کرنے والا ہودائیں کی خضر اور ختم کرنے والا بائیں کی خضر پر اور داخل کر انگلیاں نیچے کی طرف سے اور یہ پڑھ۔ اللہم ثَبِّتْ قَدْحِیْ عَلَی الصِّرَاطِ (المستقیم مع اقدام عبادک) الصالحین۔ یعنی بارخدا یا مجھے سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ اپنے نیک بندوں کے قدموں کے ساتھ اسی طرح بائیں پاؤں دھرتے وقت یہ پڑھ۔ اللہم اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اِنْ تَزَلْ قَدْحِیْ عَلَی الصِّرَاطِ فِی النَّارِ یَوْمَ تَزَلْ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ۔ یعنی بارخدا یا میں تیرے ساتھ پناہ لیتا ہوں کہ پھسل جائے میرا قدم پہل صراط پر اور دوزخ میں جس دن کہ پھسلے گئے منافقین اور مشرکین کے قدم“ (ص ۵) نمبر ۵۔ ”چوتھا وظیفہ تفکر میں سو تفکر کر اپنے گناہوں اور خطاؤں میں اور نیز اپنے مولے کی عبادت میں کوتاہی کرنے اور اس کے عذاب دردناک اور غصہ عظیم کے درپے ہونے میں اور مرتب کر اپنے اوقات کو اپنی تدبیر سے اپنے تمام دن کے اور ادا کے لئے تاکہ تدارک کرے تو تقصیرات کا جن میں کہ تو حد سے بڑھ گیا ہے تمام دن خدا کے دردناک غصہ کے درپے ہونے سے بچ“ (ص ۶)

نمبر ۶۔ ”اور تو اس قول سے بچتا رہ کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے گنہگاروں کے گناہ بخشتا ہے کیونکہ یہ کہنا تو ٹھیک ہے لیکن یہ ارادہ ٹھیک نہیں اور اس کا کہنے والا بہ سبب نام نہاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احمق ہے“ (ص ۷) لغو باللہ من ذالک

نمبر ۷۔ ”پانچویں خصلت صدق ہے سو جھوٹے کا دوست نہ بن کیونکہ تو اس سے

دھولہ میں رہے گا کیونکہ وہ چمکتے ریت کی مثل تجھ سے بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دے گا۔ شاید تو ان خصلتوں کا اٹھانے والا دلاس و مساجد کے رہنے والوں میں نہ پائے۔ تجھے دو باتوں میں سے ایک ضرور کرنی چاہیے یا گوشہ نشینی اور تنہائی کیونکہ اس میں تیری سلامتی ہے یا یہ کہ تیرا ملنا جلنا اپنے شرکاء سے بقدر ان کی خصلتوں کے اس طور پر ہو کہ تو جان جائے کہ تین طرح کے بھائی ہوتے ہیں: ”الح (ص ۶۹) غرضیکہ اس کتاب کے مترجم نے تو خدات کی حد ہی کر دی ہے۔ پڑھنے والے کے پلے کیا پڑ سکتا ہے؟ اصحاب علم و دانش بخوبی جانتے ہیں کہ ایک زبان سے کسی مضمون کو دوسری زبان میں اس طور پر منتقل کرنا کہ اصل مضمون کی سلاست، نفاست اور لطافت کو ٹھیس تک نہ پہنچے کتنا دشوار کام ہے۔ یہ کام بطریق احسن وہی شخص کر سکتا ہے جسے ان دونوں زبانوں پر بخوبی عبور حاصل ہو۔ اور مضمون کی نوعیت گہرائی اور اس کے رموز و نکات و مصطلحات سے بھی باخبر ہو۔ بالخصوص اس وقت تو یہ کام اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے جبکہ صاحب مضمون ہر لحاظ سے انتہائی بلند مقام پر فائز بھی ہو۔

کتاب ”بداية الهداية“ اس عالم نبیل، فاضل بے عدیل کی تصنیف ہے جس کو علمائے سلف و خلف ”حجۃ الاسلام“ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ علم ظاہری و باطنی میں امام تسلیم کرتے ہیں۔ اور جن کی جلالت شان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ مگر مقام صدافسوس ہے کہ سیم و زر کے متلاشی ناشرین اور پیشہ ور مترجمین ان کی تصنیفات کا علیہ بگاڑنے میں لگے ہوئے ہیں۔

فقیر کے پاس کتاب ”بداية الهداية“ کا اصل نسخہ موجود نہیں کہ جس سے اصل عبارت کا پتہ چل سکے۔ کسی غبی مترجم کا یہی ترجمہ ہے جس کی اصلاح و تصویب کی فرمائش کی گئی ہے۔ اور فقیر نے ایک دینی فریضہ جان کر حسب استطاعت اس فرمائش کی تعمیل کر دی ہے۔ تاہم صاحبان علم و دانش ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کام کی تکمیل میں فقیر کو کس قدر محنت، عرق پیزی اور دماغ سوزی کرنا پڑی ہوگی۔

فقر نے اس عبارت کو عام فہم اور مفید بنانے کی خاطر جہاں مختصر وضاحت کی ضرورت محسوس کی تو سین (.....) میں وضاحت کر دی ہے اور جہاں زیادہ تشریح مناسب سمجھی وہاں نشان نمبر لگا کر متن کے نیچے حاشیہ میں تشریح کر دی ہے دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب مکرّم نور مجسم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں فقر کی اس سعی ناچیز کو مقبول و مشکور فرمائے۔ اور عزیز محترم جناب غلام محمد صاحب قادری سلمہ کے ذوق و شوق اور جذبہ تبلیغ و اشاعت دین متین میں مزید ترقی فرمائے، اور دنیا و آخرت میں جزائے جمیل عطا کرے۔ نیز اس کتاب مستطاب کو خریدنے والوں۔ پڑھنے والوں اور ہم سب کے لئے موجب اصلاح اور توشہ آخرت بنا دے۔ آمین

الفقیہ الی الرحمان، ابوالحسن حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ، سمجھورو سندھ

ہماری عظیم الشان مطبوعات

- | | |
|--|-------------------------------------|
| ۱۴۔ کشف الحجاب عن مسائل ایصال التواب | ۱۔ قانون شریعت |
| ۱۵۔ قیمت کب آئے گی؟ | ۲۔ حدائق بخشش مکن پاک ساز |
| ۱۶۔ اسلام کا جلوہ زیبا | ۳۔ مفتی اعظم ہند |
| ۱۷۔ دل کی آشنائی | ۴۔ بہار شباب |
| ۱۸۔ رسالت محمدی کا عقلی ثبوت | ۵۔ بہار عقیدت |
| ۱۹۔ اقتباس اور تین نبوت، مکتب صلوٰۃ و سلام نبوت رسول | ۶۔ بہار نسواں |
| ۲۰۔ بہشت کی کنجیاں | ۷۔ فاتحہ کا طریقہ |
| ۲۱۔ زیارت قبور | ۸۔ مناقب سیدنا امام اعظم |
| ۲۲۔ دوشنہ اوے | ۹۔ تذکرہ سیدنا غوث اعظم |
| ۲۳۔ انعام شکست | ۱۰۔ جہنم کے خطرات |
| ۲۴۔ ہماری نماز | ۱۱۔ آئینہ کریں |
| ۲۵۔ معراج النبی ﷺ | ۱۲۔ عقائد اہلسنت و جماعت |
| | ۱۳۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم |

مختصر سوانح حیاتِ حجتہ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ

آپ کا اسم گرامی - محمد بن محمد بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم
 آپ کی کنیت - 'ابو حامد' اور لقب - حجتہ الاسلام، زین الدین، طوسی
 آپ کی پیدائش - ۳۵۰ھ ہجری۔ اور وفات ۴۰۵ھ جمادی الثانی ۵۵۰ھ
 بروز دوشنبہ۔

آپ کی عمر - اس دنیاۓ فانی میں ۵۵ برس بسر کئے۔
 آبائی پیشہ - سوت فروشی۔ اسی پیشہ کی نسبت سے "الغزالی" کے
 لقب سے مشہور ہوئے۔

مسلک - آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ شافعی
 مسلک کے نقیب تھے۔

ابتدا تحصیل علم - آپ نے اپنے وطن مالوف "طوس" ہی میں ابتدائی تعلیم کا
 آغاز کیا۔ حضرت احمد بن محمد رازکافی علیہ الرحمۃ کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ان کے
 بعد آپ نے امام ابو نصر اسماعیلی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابو اسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ اور
 چند دیگر مشاہیر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے نیشاپور پہنچ کر ابو المعالی جوینی
 علیہ الرحمۃ کی درس گاہ میں داخلہ لیا۔ امام الحرمین حضرت الملک ضیاء الدین علیہ الرحمۃ
 جو اس دور کے استاذ الاساتذہ کا مقام رکھتے تھے۔ ان کی خدمت میں زانوئے تلمذ
 تہ کر کے فارغ التحصیل ہو گئے۔ امام الحرمین علیہ الرحمۃ کے چار سو شاگردوں میں سے
 "معید"، یعنی نائب کہلانے کا شرف حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کو حاصل ہوا۔
 اور وہ بھی عین علم شباب میں کہ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال سے زیادہ نہ تھی۔
 آپ کے علم و فضل کا چرچا دور دراز کے علاقوں اور شہروں تک میں ہونے لگا اور

اس زمانے کے مشہور علمائے اساتذہ میں آپ کا شمار کیا جانے لگا۔ علمائے مسلک شافعیہ میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جب آپ ”نیشاپور“ سے ”عسکر“ تشریف لے گئے تو نظام الملک کی نظر انتخاب آپ پر پڑی، اس نے آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور آپ کو ”مدرسہ نظامیہ“ میں صدر المدرسین مقرر کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً چونتیس برس ہی کی تھی اور یہ وہ اعزاز تھا جو اس کم عمری میں آپ سے پہلے یا بعد میں کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ علمائے عراق آپ کے فضل و کمال اور حیرت انگیز تعلیم سے نہایت متعجب تھے۔ اور سب کے دلوں میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کی قدر و منزلت، اعلیٰ درجہ کے خلوص کے ساتھ جاگزیں ہو چکی تھی۔ دریں اثنا آپ مسلک تصوف کی جانب راغب ہوئے۔ اور آپ نے منزل طریقت کو ایک صاحب طریقت کی طرح طے کرنے کے لئے پیر طریقت حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی۔ اور راہ سلوک کی منزلیں تیزی کے ساتھ طے کرنے لگے۔ مسلک تصوف میں آپ کو کچھ ایسا حظ وافر حاصل ہوا اور ذوق و شوق اس قدر غالب آیا کہ اس جاہ و منزلت کو بھی ترک کر دیا جس کے لئے بڑے بڑے علمائے زمانہ امیدوار رہا کرتے تھے۔

۷۸۸ھ ہجری میں فقر و درویشی اختیار کر کے بغداد سے نکل کھڑے ہوئے۔ مجاہدہ و ریاضت کے اس دور میں آپ مکہ معظمہ پہنچے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور روضۃ النور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ کچھ عرصہ بعد آپ ”شام“ میں آئے اور ایک مدت تک دمشق کی جامع مسجد میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ جب وہاں سے بھی جی بھر گیا تو بیت المقدس کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے۔ بیت المقدس کی زیارت کرنے کے بعد وہاں کے مقامات مقدسہ اور مواضع معظمہ کی زیارتیں کرتے رہے۔ پھر ایک مدت تک ”اسکندریہ“ میں قیام پذیر رہنے کے بعد ”طوس“ کو مراجعت فرمائی۔ اس دور دراز مقامات کے سفر میں آپ نے تقریباً گیارہ برس گزار دیے تھے۔ حکومت وقت کے وزیر اعظم نے آپ کی خدمت میں مؤدبانہ انداز میں درخواست ارسال

کی کہ آپ براہ کرم مدرسہ نظامیہ کی مدرسہ قبول فرمائیں۔ وزیر اعظم نے جو مراسلہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس میں آپ کو یوں مخاطب کیا گیا۔ ”خواجہ اجل، زمین الدین، فرید الزماں، حجتہ الاسلام، ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی دام اللہ تمکنہ“۔ عزیزان گرامی! منازل تصوف و سلوک کو کامیابی سے طے کر لینے کے بعد عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ ایسے اللہ والے کہیں گوشہ نشین ہو جایا کرتے ہیں اور کم و بیش تارک الدنیا سے ہو جاتے ہیں۔ لیکن امام موصوف اس ضمن میں بھی منفرد نظر آتے ہیں۔ اور گیارہ برس کی ریاضت و مجاہدہ کے بعد۔ جب دیکھا کہ مذہب مظلوم ہوا جا رہا ہے اور عقائد اسلام سے ایک زمانہ روگردانی اختیار کرتا جا رہا ہے تو عزت نشینی کو خیر باد کہہ کر ۷۹۹ھ ہجری میں دوبارہ مسندِ درس پر رونق افروز ہوئے۔ یعنی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ میں پھر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ حکومتِ وقت کی درخواست اور تاکید بھی اس میں شامل تھی۔ اور سلطان سنجر اور اس کے وزیر اعظم فخر الملک (پس نظام الملک) کی کوششوں کو بھی اس فیصلے میں دخل حاصل تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہیں کوئی بھی سلطان یا حاکم مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ اور دراصل یہ فیصلہ ان کا اپنا ہی تھا۔ کیونکہ حق کو مظلوم دیکھ کر وہ کیونکر بے اعتنائی اختیار کر سکتے تھے؟ چاہے اس میں مقاماتِ سلوک کو قربان ہی کیوں نہ کرنا پڑتا۔ ”کیمیاۓ سعادت“ میں جو آپ نے لکھا ہے کہ ”عامۃ المسلمین کی رہنمائی و نجات کی خاطر اگر کسی صوفی باعمل کو شمار بھی ہو جانا پڑے تو ہو جانا چاہیے“۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشارہ ان کی اپنی ہی ذات کی طرف ہے۔ اگر آپ بدستور صوفی بنے رہتے تو آج ان کا شمار علماء میں نہیں بلکہ صوفیائے کبار میں ہوتا۔ لیکن، آپ نے جو فیصلہ کیا وہ دنیائے اسلام کے لئے کہیں زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوا۔ بلکہ سچ پوچھئے تو تصوف میں بھی جسے مسلکِ صحو کہا گیا ہے اس کی صحیح ترین مثال حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا یہی اقدام تھا۔

بہر حال کچھ عرصہ بعد پھر مدرسہ نظامیہ سے کنارہ کش ہو کر۔ ”طوس“ میں

آکر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ اور تادم آخر یہ خانہ نشینی جاری رہی۔ لیکن یہ خلوت نشینی خلقِ خدا سے دوری و اعراض پر مشتمل نہ تھی بلکہ آخری وقت تک نہ صرف ظاہری علوم کی تعلیم دیتے رہے بلکہ باطنی تربیت بھی اہل صفا کو دیتے رہے۔ آپ نے اپنے وطن ”طوس“ میں ایک خالقانہ صوفیہ اور مدرسہ تعمیر کرایا۔ اور اپنے اوقات کو ذکر و فکر، ورد و وظائف، تلاوتِ قرآن، اور درس و تدریس پر تقسیم کر دیا۔ اور اسی مشغلہ میں بموضع ۱۴ جمادی الثانی ۷۵۷ھ ہجری بروز شنبہ رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ! آپ کی وفات ”طاہران“ میں ہوئی اور وہیں پر دفن ہوئے۔ امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے بھائی احمد غزالی علیہ الرحمۃ کی روایت سے لکھا ہے کہ ”پیر کے دن حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ جب صبح کے وقت بستر سے اٹھے۔ وضو کیا۔ نماز ادا کی پھر کفن لانے کا حکم فرمایا۔ کفن کو آنکھوں سے لگاتے ہوئے فرمایا۔ ”آقا کا حکم سراسر آنکھوں پر“ یہ فرما کر پاؤں پھیلا دیے۔ لوگوں نے دیکھا۔ تو۔ وصال فرما چکے تھے۔

آپ نے کم از کم ستہتر (۷۷) کتابیں۔ فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، علم الکلام، اور تصوف و اخلاق کے موضوعات پر تحریر فرمائی ہیں۔ اور ہر کتاب خاصی ضخیم اور موضوع کے اعتبار سے کافی اہمیت کی حامل ہے۔ تجرید تصنیف کا سلسلہ بینل برس کی عمر ہی سے شروع کر دیا تھا۔ گویا یہ سب کتابیں انہوں نے صرف تیس تیس برس میں لکھ ڈالیں حالانکہ اسی مدت میں وہ گیارہ برس بھی شامل ہیں جب کہ آپ منازل سلوک طے کرنے کی غرض سے بادیہ پیمائی اور دشت لوزدی بھی کرتے رہے۔ آپ کی مقبول و مشہور کتابوں میں ”احیاء علوم الدین“ کتاب الوسیط والبیض“ ہیں۔ علم جدول میں ”المنحول والمنخل“ بلند پایہ کتاب ہے۔ علاوہ ازیں ”تہافت الفسلاف“ فلک النظر ”معیار العلم“ اور ”المقصد الاسنی فی شرح اسماء الحسنی“ وغیرہم اعلیٰ شان کتب تصنیف فرمائیں۔

آپ کی ابتدائی زندگی کا یہ واقعہ اگرچہ بے حد مشہور ہے اور اس کا یہاں درج کرنا کوئی نئی بات نہیں لیکن اس میں ایسا انوکھا پن پایا جاتا ہے کہ اس کا بیان کیا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کے حال کی ابتدا رسیج پوچھتے تو اسی سے ہو گئی تھی۔ یعنی ایک ڈاکو کا ایک جملہ دہ کام کر گیا۔ جس کی توقع کسی پر طر لیت سے بھی کم ہی کی جاسکتی ہے۔ واقعہ یوں منقول ہے کہ ”ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد جب آپ وطن واپس آ رہے تھے تو راستے میں ڈاکہ پڑا۔ اور منجملہ دیگر سامان کے ڈاکوؤں نے وہ یادداشتیں بھی آپ سے چھین لیں جو حضرت امام ابو نصر علیہ الرحمۃ کی تقاریر سے آپ نے خاص طور پر قلمبند کی تھیں۔ چنانچہ آپ کو سخت قلق ہوا۔ اور ڈاکوؤں کے سردار سے درخواست کی کہ وہ یادداشتیں انہیں واپس دے دیں کہ انہی کی خاطر یہ سفر اختیار کیا تھا۔ ڈاکو کا جواب کیا تھا ایک تازیانہ تھا۔ جس نے جذبہ خفہ کو بیدار کر دیا۔ اور نہ صرف ظاہری آنکھیں کھل گئیں، بلکہ جھم دل بھی وا ہو گئی۔ اس ڈاکو کے ان الفاظ کا مفہوم یہ تھا۔ ”یہ کیسا علم سیکھ کر آئے ہو کہ کاغذ گم ہو گئے تو علم بھی گم ہو گیا؟“ یہ اشارہ اس حقیقت کی طرف تھا کہ علم سینے میں ہوتا ہے، نہ کہ کاغذوں میں! پس یہی الفاظ ہزاروں کتابوں پر بھاری تھے۔ اور انہی نے ”محمد بن محمد“ کو امام غزالی بنا دیا۔ کیونکہ اس کے بعد ان کا بھر دسہ کاغذوں کے پڑوؤں پر نہ رہا بلکہ صفحہ دل اور لوح سینہ کے نقوش کی روشنی ہی مشعل راہِ عمل بن گئی۔

شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدسنا اللہ بامرہ العزیز فرماتے ہیں۔
 ”امام ابو حامد غزالی کو میں نے طوافِ کعبہ میں دیکھا کہ ایک گدڑی پہنے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ کے پاس اس لباس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے؟ حالانکہ آپ امامِ دقت اور پیشوائے عامۃِ خلافت ہیں۔ لوگ آپ کی اقتدار کرتے ہیں اور آپ کے فیضانِ منور سے استفادہ کرتے ہیں اور علمِ معرفت سیکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے (زہد و قناعت کی فضیلت میں) چند ابیات پڑھ کر سنا دیئے۔ حضرت ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ”لوگوں کا یہ گمان غلط ہے کہ

وہ بالکل فلسفی تھے، اصولِ فلاسفہ کے پابند تھے، جب ان کے اقوال دیکھے جاتے ہیں تو ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ خرافاتِ فلسفہ کے متبع تھے، بعض مشائخ کبار نے خواب میں دیکھا کہ علامہ غزالی قدس سرہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے بعض حاسدوں اور طاعنوں کا شکوہ کر رہے ہیں انہوں نے جس شخص کی شکایت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس شخص کو ضربِ تازیانہ کا حکم فرمایا۔ جب صبح کو دیکھا گیا تو اس شخص کے جسم پر ضربِ تازیانہ کے نشانات موجود تھے۔ حضرت ابن حجر محدث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ”ان کی کتابوں میں لوگوں نے اکثر عبارتیں اپنی طرف سے بڑھادی ہیں“ محدث ابن سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ”امام غزالی علیہ الرحمۃ کو وہی لوگ بُرا کہتے ہیں جو زندیق اور حاسد ہیں“ حضرت شیخ کمال الدین دمیری ”جواہر الحیوان الکبریٰ“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ ”جس شخص نے مجھ سے یہ حکایت نقل کی ہے وہ بہت معتبر اور مستند ذریعہ ہے۔ شیخ عارف باللہ ابوالحسن شاذلی قدسنا اللہ باسراہ العزیز نے مجھ سے بیان فرمایا۔ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فخر کے ساتھ (امام غزالی کی طرف) اشارہ کر کے فرماتے ہیں: ”آیا تم نے کوئی ایسا متبحر (عالم) اپنی امت میں دیکھا ہے؟“ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ”نہیں!“

شیخ عارف، استادِ دکن الشریعۃ والحقیقۃ ابوالعباس مرسی قدسنا اللہ باسراہ العزیز، حضرت امام غزالی قدس سرہ کے تذکرے میں فرماتے ہیں۔ ”صدیقیتِ عظمیٰ کا مرتبہ حضرت امام غزالی قدس سرہ کو حاصل تھا“ اور حضرت شیخ جمال الدین اسنوی علیہ الرحمۃ نے ”ہدایات“ میں امام غزالی قدس سرہ کا تذکرہ نہایت عمدہ لکھا ہے کہ۔ ”ابام غزالی اپنے زمانہ کا قطب ہے، اور اس کا

وجود باوجود ایسا بابرکت ہے کہ جس کی برکتیں ہر وجود کے شامل حال ہیں۔ اور ان کا وجود گویا خلاصہ روح ہے ہر ایمان اور ہر اس راستہ کا مستقیم موصول الی اللہ ہے، اور اس بزرگ سے وہی شخص بغض رکھتا ہے جو (خود) زندیق اور کلمہ ہے حضرت امام غزالی قدس سرہ اپنے زمانہ میں وحید العصر تھے، آپ جس طرح اپنے کمالِ علم میں کیتائے دہر ہیں، اسی طرح آپ کی تصانیف بھی بے نظیر ہیں خصوصاً ”احیاء العلوم“ جس کے مطالعہ سے اہل علم سیر نہیں ہوتے اور طالبانِ آخرت کو اس کے مطالعہ سے بے انتہا ذوق پیدا ہوتا ہے۔“

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ بامرہ العزیز اپنی کتاب ”مرج البحرین“ میں ارقام فرماتے ہیں: ”امام غزالی علیہ الرحمۃ اوائل عمری فقہائے متکلمین کے طریقہ پر تھے لیکن آخر عمر میں پچھے صوفی اور موحّد بن گئے۔ اور اس گروہ (صوفیاء) میں بھی محققین اور مشہور علمائے شمار کئے جانے لگے اور امام حجتہ الاسلام کے لقب سے ملقب ہوئے۔ علم تصوف میں اکثر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بعض ارباب کشف نے صحبتِ معنوی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امام غزالی کی نسبت دریافت کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ذالک رجلٌ وصل الی المَقْصُودِ، یعنی امام غزالی ایسے شخص ہیں جو مقصود تک پہنچ گئے۔“

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے، اپنے حبیبِ لبیب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ بزرگانِ دین اولیاءِ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین سجادہ سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

حررہ۔ الفقیر الی الرحمان ابو الحسن عظیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ۔

شعبہ روسندھ، مورخہ ۲۸ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ہجری

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شیخ الامام، عالم، علامہ حجۃ الاسلام، برکت انام ابو حامد محمد بن محمد غزالی
طوسی (اللہ ان کی روح کو پاک اور ان کے مرقہ کو منور کرے، اور ہماری یہ دعا
قبول کرے) فرماتے ہیں۔

سب تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اور درود و سلام
اس کے محبوب، خیر المخلوق محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل
و اصحاب پر۔

حمد و صلوة کے بعد۔ اسے علم حاصل کرنے کے خواہش مند اور علم کی
طرف متوجہ ہونے والے! اور اپنے نفس سے سچی محبت اور اس کی فطرت شکنی کا
اظہار کرنے والے!

اگر حصول علم سے تیرا مقصد علم پر فخر و غرور، اور بحث و مناظرہ کے ذریعہ
اپنے ہم عصروں پر برتری حاصل کرنا، لوگوں میں ہر دلعزیز بننا۔ اور علم کے ذریعہ
مال و متاع دنیوی سمیٹنا ہے تو بلاشبہ تو اپنے دین کی تباہی، نفس کی ہلاکت اور
آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اور یقیناً تیری اس بیع
و تجارت میں نقصان ہی نقصان ہے گھاٹا ہی گھاٹا ہے اور تجھ کو اس راہ پر
لگانے والا تیرے گناہ میں مددگار اور تیرے نقصان میں شریک ہے۔ اور وہ
ایسا ہے جیسا کہ کوئی ایک راہزن کے ہاتھ تلوار بیچ دے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ اَعَانَ عَلَى مَعْصِيَةٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ
كَانَ شَرِيكًا لَهَا۔ یعنی جس نے معصیت پر مدد دی اگرچہ وہ ایک کلمہ
ہی ہو تو وہ گناہ میں اس کا شریک ہے۔

لیکن اگر تحصیل علم میں تیری نیت و ارادہ یہ ہے کہ تجھ کو ہدایت ملے۔ رضائے
الہی حاصل ہو۔ محض قیل و قال تیرا مقصود نہیں تو میں تجھے مبارکباد دیتا ہوں۔

اس لئے کہ طلب و تحصیل علم میں جب تو زمین پر قدم رکھتا ہے تو فرشتے تیرے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور دریا کی مچھلیاں تیری مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں۔ مگر اولاً تجھے یہ جان لینا ضروری ہے کہ جو ہدایت کہ تحریرِ علم ہے اس کی ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور کوئی بھی شخص جب تک اس کے ابتدائی احکام سے واقف نہ ہو لے اس کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جب تک اس کے ظاہر سے واقف نہ ہو اس کے باطن کا ادراک نہیں کر سکتا۔

خبردار! میں تجھے ہدایت کی ہدایت دیتا ہوں جس سے تو اپنے نفس کا تجربہ اور دل کا امتحان کر لے۔ پس اگر تو اپنے دل کو اس کی طرف مائل اور نفس کو اس کا تابع اور قابل پائے تو تجھے نہایت کی طرف متوجہ ہونا ضروری اور علوم کے دریاؤں میں غوطہ لگانا لازمی ہے۔ لیکن اگر تو اس کی طرف متوجہ ہوتے وقت اپنے دل کو متوحش اور اس کے مقتضائے مطابق عمل کرنے پر آمادہ نہ پائے تو سمجھ لے کہ تیرا نفس جو تحصیل علم کی جانب مائل ہے شیطان لعین کا تابع اور نفسِ امارہ ہے۔

اور وہ چاہتا ہے کہ تجھے غرور کی رتی میں جکڑ کر اپنے مکر سے ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دے۔ اور معرضِ خیر میں تجھ کو برائیوں میں مبتلا کر دے تاکہ تو ان لوگوں سے ہوجائے جو بہ لحاظِ عمل نقصان میں ہیں۔ جن کا دنیا کی زندگی میں سب کیا دھڑا برباد ہو چکا اور وہ اپنے اس گمان میں ہیں کہ نیکیاں کما رہے ہیں۔ دریں اثناء شیطان تجھ کو وہ احادیث اور اخبار پڑھ کر سنائے گا جو علم اور علماء کی فضیلت میں

وارد ہیں (تاکہ تو اپنے علم پر اور زیادہ غرور و متکبر ہو جائے) اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشادِ غافل کر دے گا کہ "جس نے علم میں ترقی حاصل کی اور ہدایت میں (ترقی) نہ کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور ہو جاتا ہے۔ نیز حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے کہ "قیامت کے دن بہت سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے فائدہ نہ اٹھانے دیا ہوگا۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَعَمَلٍ لَا یُزِیْعُ وَدُعَاوٍ لَا تُسْتَعُ۔

بارِ خدا یا۔ میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نافع نہ ہو اور اس دل سے جو خدا کا خوف نہ کرے اور اس عمل سے جو آسمان کی جانب نہ اٹھایا جائے اور اس دعا سے جو سنی نہ جلتے (جو قبول نہ کی جائے) اور حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے غافل کر دے گا کہ ”شب معراج میرا گزر ایک ایسی قوم (گروہ) پر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی فتیحیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ میں نے کہا۔ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواباً کہا۔ ”ہم لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیتے تھے اور خود نہیں کرتے تھے، دوسروں کو بُری باتوں سے منع کرتے تھے لیکن خود باز نہیں رہتے تھے۔ اے مسکین! خود کو جھوٹ کی فرماں برداری سے بچا کہ وہ تجھے تکبر کی رستی میں لٹکا دے گا۔ جابل پر تو یوں افسوس ہے کہ اس نے علم حاصل نہ کیا۔ اور عالم پر اس سے زیادہ افسوس ہے کہ اس نے (علم حاصل کر کے) ہزار دفعہ جانا اور پھر عمل نہ کیا۔

واضح ہو کہ۔ لوگ طلبِ علم میں تین قسم ہوں۔ ایک وہ جو علم کو معاد (دوسرے جہانِ آخرت) کا توشہ بنالیں۔ اور ان کا مقصود رضاۓ الہی اور دائِ آخرت ہو۔ یہ لوگ فلاح پانے والوں میں سے ہیں۔ دوم۔ وہ جو علم کو موجودہ (دنوی) زندگی کا سہارا بنالیں اور اس کے ذریعہ سے عزت و جاہ اور دنیوی مال و متاع حاصل کریں۔ اگر ایسے لوگ یہ حرکتیں کرتے ہوئے یہ احساس رکھتے ہوں کہ یہ ناجائز حرکتیں ہیں اور دل میں سمجھتے ہوں کہ وہ ذلیل و کمینہ حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ (یعنی بُرائی کو اچھائی سمجھ کر۔ ناجائز کو جائز سمجھ کر نہ کرتے ہوں) تو وہ (سخت) خطرے میں ہیں اگر توبہ کرنے سے پہلے موت آگئی تو بُرے خاتمہ کا ڈر ہے۔ ایسے لوگوں کا امرِ خلیہ مشیتِ الہی پر ہے۔ اگر مرنے سے پہلے توبہ کی تو مبین مل گئی اور علم کے ساتھ عمل کو منظم کر دیا اور (اپنی اصلاح کر کے) زیادتی خلل کا تدارک کر لیا تو یہ فلاح پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ کیونکہ گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کی مثل ہے

حاشیہ: بحسبِ ارشادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فرمایا۔ اَلْاَمْرُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔ (فقر الوالحان قادری عفری)

سوم۔ وہ شخص کہ جس پر شیطان پوری طرح غالب ہو۔ اس نے اپنے علم کو زیادہ سے زیادہ مال و دولت کمائے اور اس پر فخر کا ذریعہ بنالیا ہو۔ اس کی کوشش یہی رہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کے عقیدت مند بننے چلے جائیں اور کثرت اتباع کی وجہ سے لوگ اسے بڑے وقار اور عزت کا حامل سمجھنے لگیں۔ وہ وہیں جلتے جہاں سے اس کا مفاد پورا ہونے کی امید ہو وہ ہر جگہ سے اپنا مطلب نکلانے کی فکر میں رہے اور ان تمام باتوں کے باوجود اپنے دل میں یہی سمجھتا رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ خدا کے نزدیک بڑے مرتبے والا ہے۔ محض اس بنا پر کہ اس کا لباس علما جسیل ہے۔ انہی کی طرح گفتگو کرتا ہے۔ علما کی وضع قطع اختیار کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ وہ پوری طرح امور دنیا میں دنیا داروں کی طرح الجھتا رہتا ہے۔ الغرض اس کے قول اور عمل میں تضاد اور اس کے ظاہر و باطن میں اختلاف واقع ہے۔ ارشاد خداوندی سے غافل ہے کہ فرمایا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ**۔ اے ایمان والو! تم وہ کچھ کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے؟ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”مجھے دجال کے علاوہ دوسرے لوگوں کا تم پر زیادہ خوف ہے“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ ”علماء سوء“ یعنی علمائے بد اس کی وجہ یہ ہے کہ دجال کا کام تو زیادہ سے زیادہ گمراہ کرنا ہے۔ اور ایسا عالم اگرچہ زبان سے لوگوں کو باتوں سے منع کرتا ہے۔ مگر اپنے عمل و کردار سے انہیں برائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ نافرمانی کی دعوت دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ زبان مقل کے مقابلے میں زبان حال زیادہ نصیح (و مؤثر) ہے۔ جب کہ عوام الناس کے طبائع پند و نصائح پر عمل کرنے سے زیادہ اعمال میں سستی و کاہلی کی جانب مائل ہیں۔ پس یہ عالم بد۔ اپنے وعظ و نصیحت کے ذریعہ اصلاح کے مقابلے میں اپنے عمل و کردار سے لوگوں میں بگاڑ زیادہ پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ علما کی بدکاریوں پر جرأت کو دیکھ کر جہلاً بھی جبری ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے عالم بد کا علم لوگوں کو گناہوں پر دلیر بنا دیتا ہے، گو یا کہ ایسا عالم وعظ و تقریر میں لوگوں کو دعوت دے کر اللہ تعالیٰ پر اپنے

علم کا احسان جتنا ہے — اور اس کا نفس اس کو باور کرتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہے۔ اور بہت سے بندوں سے بہتر ہے۔ لیکن حقیقت ایسا عالم احمقوں اور غرور کرنے والوں میں سے ایک احمق و مغرور ہے۔ اس کے نائب ہونے کی توقع منقطع ہو چکی ہے۔ اس کا نفس (آمارہ) اسے درطہ ہلاکت میں ڈال کر چھوڑے گا۔

اے طالب! تجھے فریقِ اول میں سے ہونا چاہیے۔ اور اس سے بھی دُرتے رہنا چاہیے کہ تو کہیں دوسرے فریق میں سے نہ ہو جائے۔ بہت سے لوگوں کو موت اچانک دبوچ لیتی ہے تو یہ کاموقعہ ہی نہیں ملتا اور وہ لوگ حسرت ہی میں رہ جاتے ہیں۔

اے عزیز! بچ اور بچ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تو تیسرے فریق میں ہو جائے۔ ورنہ تو ایسا ہلاک ہوگا کہ تیرے لئے فوز و فلاح کی کوئی امید باقی نہ رہے گی۔ اے عزیز! اگر تو اپنے نفس کا تجربہ کرنے کے لئے ابتدائے ہدایت کو جاننے کا خواہش مند ہے تو اچھی طرح جان لے کہ ”ابتدائے ہدایت“ ظاہر کی پرہیزگاری ہے۔ اور اس کی ”نہایت“ تقویٰ باطنی ہے۔ عاقبت کی بہتری تقویٰ سے ہے اور ہدایت متقین ہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر (احکام) بجالانے اور منہیات سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ اور ان کی دوستیں ہیں۔ ہیشیار ہو جا کہ میں تجھے مجھلا بطور اختصار ان دونوں قسموں میں ظاہر علم تقویٰ کا بتاؤں۔

پہلی قسم۔ طاعات کے بیان میں

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام دو طرح کے ہیں۔ اولِ فرائض۔ دوم۔

نوافل۔

فرض۔ راس المال (اصل پونجی) ہے اور اصل تجارت ہے جس سے نجات حاصل ہوگی۔ نفل۔ ”نفع“ ہے۔ اس سے درجات حاصل ہوں گے۔ رسول اکرم سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا بندہ میرے اس پر فرض کئے ہوئے حاشیہ مکہ۔ چھوٹے مکہ کے گیارہ جہاں پر گناہیں کھیتے

فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر اور کسی چیز کے ذریعہ میرا تقرب حاصل نہیں کرتا بلکہ میرا بندہ (کثرت) نوافل کے ذریعہ میرے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی وہ زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے، اور وہ ہاتھ جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور وہ پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔“

اے طالب! جب تک تو اپنے دل اور اعضاء کا مراقبہ (نہجداشت) نہ کرے اور صبح سے شام تک اپنے لحظات و انفس میں محاسبہ نہ کرتا رہے گا احکام الہی کو قائم نہ کر سکے گا۔ تو بالیقین جان لے کہ اللہ تعالیٰ تیرے (تمام احوال) پر مطلع ہے وہ تیرے ظاہر و باطن کو (برآں) دیکھ رہا ہے اور تیرے تمام لحظات اور دل کے خطرات تیرے چلنے پھرنے اور سکون و حرکات کو گھیرے ہوئے ہے۔ تو جلوت و علوت میں اُس کے سامنے ہے۔ ملک و ملکوت میں کوئی ساکن سکون اور کوئی متحرک حرکت نہیں کرتا جس پر آسمانوں اور زمین کا جبار مطلع نہ ہو۔ وہ خیانت کرنے والی آنکھوں اور دلوں کی پوشیدہ باتوں اور ہر دھکے کھلے کو خوب جانتا ہے۔ اے مسکین! تجھے ظاہر و باطن میں خدا تعالیٰ کے سامنے ادب سے رہنا چاہیے، جیسے کوئی ذلیل غلام گنہگار، جبار و قہار بادشاہ کے حضور میں ادب سے رہتا ہے۔ اور تجھے اس کوشش میں رہنا چاہیے کہ تیرا آقا تجھے ایسی جگہ نہ دیکھے جہاں سے تجھے منع کیا ہے۔ اور جس جگہ کا تجھے حکم کیا ہے وہاں سے تجھے غیر حاضر نہ پائے۔

اے عزیز! تو اس طریقے کو اختیار کئے بغیر اپنے اوقات کو ہرگز تقسیم نہ کر سکے گا اور صبح سے شام تک کے اپنے اوزار و وظائف کو مرتب نہ کر سکے گا۔ اس لئے نیند سے بیدار ہونے سے لے کر دوبارہ اپنے بستر پر جانے تک۔ اللہ تعالیٰ کے اُن احکام کو بروقت پیش نظر رکھ جن کا تجھے مکلف بنایا گیا ہے۔

فصل - نیت سے بیدار ہونے کے آداب

اے عزیز! تجھے ہمیشہ طلوع فجر سے قبل بیدار ہوجانے کی کوشش میں رہنا چاہیے۔ اور بیدار ہو کر سب سے پہلے تیرے دل اور زبان پر ذکرِ خدا جاری ہونا چاہیے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَآلِیْهِ النَّشُورُ أَصْبَحْنَا وَاصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْعِظْمَةُ وَالسُّلْطَانُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ أَصْبَحْنَا عَلَى نِظَرَةٍ اِلَّا سَلَامٍ وَعَلَى کَلِمَةٍ اِلَّا خَلَاصٍ وَعَلَى دِیْنٍ نَبِیْنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ وَعَلَى مِلَّةِ اَبْنَا اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تَبْعَثْنَا فِیْ هَذَا الْیَوْمِ اِلَى کُلِّ خَیْرٍ وَاعُوْذُ بِكَ اَنْ اَخْتَرِحَ فِیْهِ سُوْءٌ اَوْ اَجْرُهُ اِلَى مُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْیَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَبِیْكَ النَّشُورُ نَسْئَلُكَ خَیْرَ هَذَا الْیَوْمِ وَخَیْرَ مَا فِیْهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا فِیْهِ۔ سب تعریفِ خدا کو یہ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا ہے اور قبروں سے اٹھ کر اُسی کے پاس جائیں گے۔ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ملک اللہ کا ہے، عظمت و سلطنت اللہ کی ہے۔ اور عزت و قدرت رب العالمین کے لئے ہے۔ ہم نے صبح کی دین اسلام اور کلمہ اخلاص، اور اپنے نبی محمد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کے دین پر اور نیز اپنے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت پر جو حق کی طرف مائل اور مسلمان تھے اور گروہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ یا اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اٹھائے تو ہمیں آج کے دن ہر ایک بھلائی کے لئے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ اس میں کوئی برائی کر دوں یا کسی مسلمان کو نقصان پہنچاؤں۔ یا اللہ! ہم نے تیرے ساتھ صبح کی

حاشیہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے۔ النُّوْمُ اخْتُتِ الْمَوْتُ۔ نیند، موت کی بہن ہے۔ یہاں مرنے سے مراد سونا اور زندہ ہونے سے مراد جاگنا ہے۔ یعنی جس نے ہم کو نیند کے بعد جگایا۔ کہ سونا اور جاگنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے (ابو الحسن قادری غفر لہ)

اور شام کی اور تیرے حکم سے زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور قبروں سے اٹھ کر تیرے پاس جائیں گے اور ہم تجھ سے اس دن کی بھلائی اور خیر کا سوال کرتے ہیں جو اس میں ہونے والی ہے۔ اور اس دن کی بدی سے پناہ مانگتے ہیں جو اس میں ہونے والی ہے۔ اے عزیز! جب تو کپڑے پہنے تو حکم الہی کی تعمیل اور اپنا بدن ڈھانکے کی نیت کر۔ اور اس سے ڈر کہ لباس پہننے سے تیرا ارادہ خلقت کو دکھانا مقصود ہو۔ ورنہ تو تباہ ہو جائے گا۔

بیت الخلاء جانے کے آداب

جب تو قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے تو پہلے بایاں پاؤں اندر رکھ۔ اور نکلنے وقت دایاں پاؤں یا سر رکھ۔ اور اپنے ساتھ ایسی کوئی چیز نہ لے جا جس پر اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہو ننگے سر اور ننگے پاؤں بھی نہ جا۔ اور بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمَخْبِیْثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اللہ کے نام سے۔ اللہ کی پناہ لیتا ہوں، نجاست ناپاک کرنے والی اور خبیث ناپاک شیطان مردود سے۔ اور باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔ غُفْرَانَكَ اَحْمَدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِنِیْ وَابْقٰی عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ۔ یا اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، سب تعریف اللہ کی ہے جس نے ایذا دینے والی چیز مجھ سے دور کر دی اور نفع دینے والی چیز کو باقی رکھا۔

نیز مسنون ہے کہ قضاء حاجت سے پہلے ڈھیلوں کا شمار کر لے۔

حاشیہ: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ الْمَخْبِیْثِ وَالْمَخْبِیْثِ۔

بیت الخلاء سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اَحْمَدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَعَافٰنِیْ۔

یعنی حسب ضرورت تین یا پانچ یا سات عدد طاق جزا چاہئے۔

اور قضاے حاجت کی جگہ پانی سے استنجانہ کر لے اور خوب کھانسی کرتین مرتبہ پیشاب سے استبراکر لے اور بایں ہاتھ ذکر (مخصوص) کے نیچے پھیر۔ اگر تو جنگل میں ہو تو لوگوں کی آنکھوں سے دور چلا جا۔ اگر پھر بھی ستر کی جگہ نہ ملے تو پردہ کر لے۔ اور اپنی شرم گاہ کو بیٹھنے کی جگہ میں بیٹھنے سے پہلے نہ کھول۔ کعبہ اور آفتاب و چاند کا استقبال و استدبار نہ کر لے اور جہاں لوگ بیٹھا کرتے ہوں۔ پیشاب نہ کر لے۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں، پھل دار درخت کے نیچے اور کسی جانور کے بل میں پیشاب نہ کر۔ سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پر پیشاب نہ کر تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْهُ (یعنی قبر کا عذاب اکثر اسی وجہ سے ہوتا ہے) اور بایں پاؤں پر بوجھ ڈال کر بیٹھ اور کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر لے۔ ڈھیلوں اور پانی دونوں سے استنجا کرنا چاہیے۔ اگر دونوں میں سے ایک پر اکتفا کرنا چاہے تو پانی سے استنجا افضل ہے۔ اور اگر ڈھیلوں پر اکتفا کرنا چاہے تو لازم ہے کہ تین پاک صاف ڈھیلوں کا استعمال کر کے مقام نجاست کو خشک کیا جائے اور ڈھیلے اس طرح پھیرے جائیں کہ نجاست ادھر ادھر پھیل کر نہ لگے۔ اسی طرح ذکر کو بھی تین ڈھیلوں سے پونچھنا چاہیے۔ استنجا میں تین ڈھیلوں سے صفائی نہ ہو تو پانچ یا سات ڈھیلے استعمال کر لے۔ اس طرح کہ ڈھیلوں کا عدد وتر رہے۔ اس لئے کہ وتر (طاق عدد) مستحب ہے۔

حاشیہ ۱ کہ چھینٹے پڑنے سے محفوظ رہے، لیکن اگر گرسلم، کوڑ و عجزہ میں قضاے حاجت کی

جائے تو پانی سے استنجا کر سکتے ہیں کہ چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حاشیہ ۲ کہ کھانسنے سے پیشاب کی نالی میں کوئی قطرہ نہ ہو تو خارج ہو جائے۔

۳ یعنی پاخانہ، پیشاب کرتے وقت کعبہ، سورج یا چاند کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھا جائے۔

۴ سایہ دار درخت کے نیچے
۵ کہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچے گی۔

۶ بلا عند کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے۔

۷ پہلے ڈھیلوں سے استنجا کر کے پھر پانی سے اچھی طرح دھو کر صاف کرنا چاہیے۔

استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔ استنجا سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔
 اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِي مِنَ الْفَوَاحِشِ۔
 (یا اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک کر دے اور میری شرم گاہ کو برے کاموں سے بچا) استنجا کر چکنے کے بعد ہاتھوں کو زمین یا دیوار سے مل کر پانی سے دھونا
 چاہیے۔

وضو کے آداب

وضو سے پہلے مسواک ضرور کرنا چاہیے (کہ مسنون ہے) اس سے منہ (اور
 دانتوں) کی صفائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، شیطان کو تکلیف پہنچتی
 ہے۔ مسواک والی نماز، بے مسواک والی نماز سے ستر درجہ افضل ہے۔ حضرت
 ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 ”اگر میری امت کو وقت پہنچنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا
 حکم فرماتا۔“ نیز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”جھکو مسواک کا یہاں
 تک حکم ہوا کہ مجھے اپنے پر مسواک فرض ہونے کا اندیشہ ہو گیا۔ وضو کے لئے قبلہ کی
 طرف منہ کر کے اونچی جگہ بیٹھنا چاہیے تاکہ بدن اور کپڑوں پر چھینٹے نہ پڑیں۔ اور یہ
 دعا پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ هَمَزَاتِ
 الشَّیْطَانِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ (اللہ کے نام سے شروع کرتا
 ہوں جو نہایت رحم والا مہربان۔ یا رب! میں تیری پناہ لیتا ہوں شیطانی خطرات
 سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اسے میرے رب کہ وہ میرے پاس آئیں) پھر۔
 برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئیں۔ اور یہ دعا پڑھیں۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْیَمٰنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّوْکَمِ وَاَلْهٰکَلِہِ (یا اللہ! میں تجھ سے نیک سنجی اور برکت کا خواست گار ہوں اور نخل

حاشیہ: یہ اس صورت میں ہے جب کہ کچھ زمین یا کچھ دیوار ہو، اور پاک حائلین وغیرہ میسر نہ ہو۔

(فقیر المؤمنان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ)

وہلاکت سے تیری پناہ مانگتا ہوں) پھر حدیث کے دور ہونے اور نماز کے مباح ہونے کی نیت کریں۔ منہ دھونے سے پہلے نیت کر لینی چاہیے ورنہ وضو نہ ہوگا۔ پھر چلو میں پانی لے کر تین مرتبہ کلی کریں۔ روزہ دار نہ ہوں تو پانی حلق تک پہنچانے میں مبالغہ کریں۔ (غزوفہ کریں) اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى قِلَآءٍ كَبِيْرٍ وَكَثْرَةِ ذِكْرِكَ وَتَبَتُّنِيْ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (یا اللہ! تیری کتاب قرآن شریف پڑھنے اور اپنی کثرت یاد پر میری مدد فرما اور مجھے دنیا کی زندگی اور آخرت میں قول الثابت پر ثابت قدم رکھ) پھر چلو میں پانی لے کر تین مرتبہ ناک میں ڈالیں استنشاق کریں ناک جھاڑ کر رطوبت خارج کریں۔ اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ ارْحِنِيْ رَاحَةً الْجَنَّةِ وَانْتَ عَنِّيْ رَاضٍ (یا اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سونگھا اس حال میں کہ تو مجھ سے راضی ہو) اور ناک جھاڑتے وقت یہ پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ رَوْحِ النَّارِ وَسُوءِ الدَّارِ۔ (یا اللہ! میں جہنم کی لہروں اور بُرے گھر سے تیری پناہ مانگتا ہوں) پھر پانی لے کر شروع سطح پیشانی سے لے کر کھوڑی کی انتہا تک طول میں اور ایک کان سے دوسرے کان تک اور تحدیف کی جگہ پانی پہنچائیں تحدیف وہ مقام ہے جہاں سے عورتوں کو بال دور کرنے کی عادت ہے اور وہ مقام کانوں کی نوڈں سے گوشہ پیشانی تک ہے یعنی جس پر وجہ پیشانی کا اطلاق ہوتا ہے اور دونوں ابروؤں، مونچھوں، پلکوں۔ اور دونوں کانوں کے نیچے جہاں سے داڑھی شروع ہوتی ہے وہاں کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائیں۔ ہلکی (بھدھری) داڑھی کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے اگر داڑھی گھنی ہو تو نہیں۔ اور منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ بِنُورِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَنْبِيَآئِكَ وَلَا تَسْوَدُ حَاشِيَہ ائمہ اخلاف علیہم الرحمة کا فتویٰ ہے کہ وضو کے لئے نیت شرط نہیں۔ تیمم میں نیت شرط ہے۔ (ہدایہ کتاب الصلوٰۃ) حضرت امام غزالی علیہ الرحمة شافعی ہیں ان کے نزدیک وضو میں نیت فرض ہے۔ (فقیر البوالمحسان قادری عفریہ)

وَجَهَنَّمَ بِظُلْمَاتِكَ يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوهُ أَشْدَّ اِثْلِكَ (یا اللہ! قیامت کے دن جس دن تیرے دوستوں کے منہ روشن ہوں گے میرا منہ اپنے نور سے روشن کر دینا اور اپنی تاریکیوں سے میرا منہ کالا نہ کرنا جس دن کیتیرے دشمنوں کے منہ کالے ہوں گے) گھنی دائھی کا خدال کرنا ہرگز نہ بھولیں۔ پھر پہلے دایاں پھر بایاں ہاتھ کہینوں سمیت نصف بازوؤں تک دھویں کیونکہ جنت میں زبور مواضع وضو تک پہنچایا جائے گا۔ دایاں ہاتھ دھوتے ہوئے یہ پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِمِجْنَبِيْ وَحَاسِبِيْ حِسَابًا كَيْسِيْوًا (یا اللہ! میرا اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان طور پر لینا) بایاں ہاتھ دھوتے ہوئے یہ پڑھیں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ اَوْ مِنْ دِرَاعِيْ ظَهْرِيْ (یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تو میرا اعمال نامہ میرے بائیں ہاتھ میں دے یا پس پشت سے) پھر اپنے سر کا اس طرح سے مسح کریں کہ دونوں ہاتھوں کو نئے پانی سے تر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے سرے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے سروں سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر گردی تک لے جائیں پھر لوٹ کر آگے کی طرف لائیں۔ سر کا مسح کرتے ہوئے یہ پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَاُظْلِمْنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَجَرِيْ وَكَبْشَرِيْ عَلَيَّ النَّارِ (یا اللہ! مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے اور مجھ پر اپنی برکتیں نازل کر اور جس دن تیرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا اس روز مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھنا۔ یا اللہ! میرے بال اور میری کھال آتش دوزخ پر حرام کر دے) پھر نیا پانی لے کر کانوں کے باہر کے اور اندر کے حصوں کو مسح کریں لے اور انگشت شہادت کانوں کے سوراخوں میں داخل کریں۔ کانوں کے باہر کی جانب انگوٹھوں کے اندرونی حصہ سے مسح کرنا چاہیئے۔ اور یہ پڑھنا چاہیئے۔

حاشیہ نیا پانی لے کر پورے سر کا ایک بار مسح کرنا فرض ہے اور اسی پانی سے تر انگلیوں

سے کانوں کا اور گردن کا مسح کیا جائے گا یہی منہوں ہے (پڑھئے) (فقیر ابو الحسن قادری عظیم)

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ
 اللَّهُمَّ أَسْمِعْنِي مُنَادِيَ الْجَنَّةِ مَعَ الْأَبْرَارِ (یا اللہ! مجھ کو لوگوں
 سے کر دے جو باتیں سن کر ان میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یا اللہ! تو
 مجھے نیکوں کے ساتھ جنت میں جانے کی منادی سنا دے) پھر گردن کا مسح کریں
 اور یہ پڑھیں اللَّهُمَّ فَكَرَبْتَنِي مِنَ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ
 السَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ (یا اللہ! تو میری گردن کو آتش جہنم سے آزاد کرے
 اور جہنم کے طوقوں اور زنجیروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں) پھر پہلے دایاں پاؤں
 پھر بائیں پاؤں مع ٹخنوں کے دھویں اور بائیں ہاتھ کی خنصر (چھوٹی انگلی)
 سے پاؤں کی انگلیوں کا خلخال کریں۔ اس ترتیب سے کہ دائیں پاؤں کی خنصر
 سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی خنصر پر ختم کریں۔ خلخال نیچے کی طرف سے انگلی
 ڈال کر کرنا چاہیے۔ اور یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى
 الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ مَعَ أَقْدَامِ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (یا اللہ! مجھے
 نیک بندوں کے قدموں کے ساتھ سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ) اسی طرح بائیں
 پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھیں۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ تَزِلَّ
 قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ فِي النَّارِ يَوْمَ تَزِلُّ أَقْدَامُ الْمُنَافِقِينَ وَ
 الْمُشْرِكِينَ (یا اللہ! میں اپنا پاؤں پل صراط پر جہنم میں پھسل جانے سے
 تیری پناہ مانگتا ہوں جس دن منافقوں اور مشرکوں کے قدم پھسل جائیں گے)
 پاؤں دھوتے وقت نصف پندلیوں تک دھونا چاہیے اور وضو میں ہر عضو کو تین
 مرتبہ دھونا چاہیے۔ جب وضو سے فارغ ہوں تو آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر
 یہ دعا پڑھیں۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
 وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمِلْتُ سَوْءًا وَ
 ظَلَمْتُ لِنَفْسِي أَسْتَغْفِرُكَ وَالْكَوْبُ إِلَيْكَ فَاعْفُ عَنِّي وَتُبْ
 عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ

التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ
الصَّالِحِينَ وَاجْعَلْنِي صَبُورًا شَكُورًا وَاجْعَلْنِي أَذْكُرًا
ذِكْرًا كَثِيرًا وَاسْتَجْلِكَ بِكَرَّةٍ وَأَصِيلًا (میں گواہی دیتا ہوں کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں
گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور
رسول ہیں۔ یا اللہ! تو پاک ہے، اور میں تیری حمد کرتا ہوں، میں گواہی دیتا
ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، میں نے بد اعمالی کی اور اپنی جان پر
ظلم کیا ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں پس
تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے
اور رحم فرمانے والا ہے۔ یا اللہ! تو مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں میں کر دے
اور مجھے پاکی حاصل کرنے والوں اور اپنے نیک بندوں میں کر دے اور مجھے صابر
اور شکر گزار بنا دے اور مجھے ایسا کر کہ میں تیرا ذکر بکثرت کیا کروں اور صبح شام
تیری تسبیح کرتا رہوں) جو شخص وضو کرتے ہوئے یہ دعائیں پڑھا کرے اس کے سارے
گناہ دھلنے والے اعضاء کے راستے نکل جائیں گے اور اس کے وضو پر (قبولیت
کی) ہر لگادی جائے گی اور عرش کے نیچے لے جائیں گے، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی
تقدیس و تسبیح بیان کرتا رہے گا اور اس وضو کا ثواب تا قیامت اس کے لئے لکھ
جاتا رہے گا۔

وضو کرتے ہوئے سات امور کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ (۱) اپنے ہاتھ نہ
جھاڑیں کہ پانی کے چھینٹے پڑیں (۲) اپنے منہ پر پانی کو طمانچہ کی طرح نہ ماریں۔
(۳) وضو کرتے ہوئے باتیں نہ کریں۔ (۴) اعضاء کو تین مرتبہ سے زائد نہ دھوئیں
(۵) محض دسوسہ کی وجہ سے بلا ضرورت پانی زیادہ نہ بہائیں۔ دسوسہ کرنے والوں
کے لئے ایک شیطان ہے جس کا نام ”دلہان“ ہے وہ اُن کے ساتھ کھیلتا ہے۔
(۶) دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو نہ کریں (۷) تانے کے برتنوں سے وضو نہ کریں

حاشیہ اگر قلعی کئے ہوئے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

یہ وضو کے سات مکروہات ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی وضو کرتے ہوئے اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے۔ اور جو یاد نہیں کرتا تو اس کے بدن کے وہی اعضاء پاک ہوتے ہیں جن کو پانی پہنچتا ہے۔

غسل کے آداب

اے عزیز! جب تجھے احتلام یا جماع کے سبب جنابت ہو جائے تو برتن غسل خانے میں اٹھا کر لے جائے پہلے اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئیں پھر اپنے بدن پر سے ناپاکی دھو کر اسی طرح دھو کر جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ وہی دعائیں بھی پڑھیں پاؤں بعد میں دھوئیں گئے وضو کر چکنے کے بعد جنابت دور کرنے کی نیت کر کے تین مرتبہ سر پر پانی ڈال کر بدن کو آگے پیچھے، اور دائیں بائیں سے مل کر پانی بہائیں۔ سر کے بالوں اور داڑھی کا خیال کریں گئے معاطف بدن اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائیں (بہائیں) بال خواہ چھدرے ہوں یا گھنے وضو کے بعد اپنے ذکر (غرض مخصوص) کو باتھ نہ لگائیں۔ اگر باتھ لگ جائے تو دوبارہ وضو کریں تین مرتبہ کلی کرنا۔ تین مرتبہ ناک میں پانی دینا گئے اور سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے۔ اور نیت کرنا اہم فرض ہے۔ اور وضو میں یہ فرض ہیں منہ اور باتھول کو کہینوں سمیت دھونا، چوتھائی سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا۔ ایک ایک مرتبہ مع ترتیب کے۔ ان کے علاوہ جو امور ذکر کئے گئے ہیں سنن مؤکدہ ہیں۔ ان کی فضیلت اور ثواب بے نہایت ہے ان میں سستی کرنے والا نقصان میں رہتا ہے۔ بلکہ اصل فرائض میں کمی رہ جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ سنن و نوافل فرائض کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔

حاشیہ: اس سے مراد خصوصی برکت و پاکیزگی ہے گئے اگر غسل خانہ میں پانی کا انتظام نہ ہو۔ گئے جبکہ غسل خانہ میں پانی جمع ہوا اور پانی میں پاؤں ڈوبے رہیں۔ درنہ پہلے ہی دھو لیں۔ گئے تاکہ کوئی بال خشک نہ رہ جائے۔ گئے بدن کے پوشیدہ حصوں، سوراخوں سے یہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب کی رو سے ہے امام حنفی علیہ الرحمۃ کے مذہب میں دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ گئے اگر روزہ دار نہ ہو تو مبالغہ سے غراہ کرے۔ اور تاک کے بال کشی کی بھی حکم پانی چڑھانا اور دھونا۔

تیمم کے آداب

اگر غسل جنابت کی حاجت ہو یا وضو کرنا ہو اور جھجھکے کا مل کے باوجود پانی دست یاب نہ ہو۔ یا بیماری کا عذر ہو۔ یا پانی تک پہنچنے سے کوئی امر شدید مانع ہو، کوئی درندہ وغیرہ حاصل ہو۔ یا اپنی پیاس یا اپنے رفیق کی پیاس بھانے کی خاطر پانی محفوظ رکھا گیا ہو۔ یا کسی کی ملکیت میں پانی ہے مگر وہ بیچتا نہیں یا بہت زیادہ قیمت طلب کرتا ہو۔ یا بدن پر کوئی زخم یا کوئی مرض ہے کہ پانی لگنے سے جان جانے کا خوف ہو تو تیمم کا حکم ہے (جس کا طریقہ یہ ہے کہ) پھر پاک مٹی جس پر پاک مٹی کا خبڑ ہو اس پر اپنے دونوں ہاتھ ماریں اس طرح کہ انگلیاں (قریب قریب) ملی ہوئی ہوں۔ (رفعِ حدث و) اباحت نماز کے لئے نیت کر کے پورے چہرے پر (بالاستیعاب) مسح کریں۔ اگر انگلیاں کھلی ہوں تو اسے اتار لیں۔ پھر اسی طرح دونوں ہاتھ مٹی پر ماریں اس طرح کہ انگلیاں کھلی ہوں اور پھر ہاتھوں سے کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کا مسح کریں اور انگلیوں کے درمیان خلل کر لیں (یہ احتیاط ضروری ہے کہ کوئی حصہ مسح سے رہ نہ جائے) اس تیمم سے ایک وقت کے فرض، نفل جو چاہے پڑھیں۔ اور دوسرے وقت کی نماز کے لئے دوبارہ تیمم کریں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا یہی مذہب ہے۔

مسجد کو جانے کے آداب

وضو سے فارغ ہو کر۔ اگر صبح صادق ہو چکی ہے تو اپنے گھر میں دو رکعت سنت پڑھیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ پھر مسجد کو بڑا حاشیہ کہ پانی کے استعمال سے مرض کے شدید ہو جانے یا خوفِ بلاکت ہوئے کہ خوفِ ہرہ پڑے کے لئے نہ بچے گا اور پانی نہ ملے گا۔ اس طرح کہ جہاں وضو میں پانی بہانا فرض ہے وہاں کا وہی حصہ رہ نہ جائے۔ اور دونوں ہاتھوں سے مسح کریں۔ یہ احتیاط لازم ہے کہ کوئی حصہ مسح سے رہ نہ جائے۔ ائمہ احناف کا فتویٰ ہے کہ جب تک پانی دست یاب نہ ہو ایک تیمم سے جس قدر چاہے زلفی و نوافل ادا کر سکتے ہیں (ہدایہ) (فقیر الیٰ الحسن قادری عفریٰ)

اور نماز باجماعت ادا کریں۔ نماز باجماعت کا ثواب تنہا نماز پڑھنے سے سٹائیس درجے زیادہ ہے۔ اے عزیز! اگر تو ایسا نفع حاصل کرنے میں بھی سستی کرے تو پھر تیرا علم حاصل کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ اس لئے کہ علم سے فائدہ تو بھی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔ مسجد کو جاتے ہوئے تیزی کے ساتھ چلنا نہیں چاہیے بلکہ سکون اور وقار کے ساتھ چلنا چاہیے۔ اور یہ دعا پڑھنا چاہیے
 اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَ بِحَقِّ الرَّاْغِبِیْنَ اِلَیْكَ وَ
 بِحَقِّ مَمْسَا حِ هٰذَا الْاَلَمِ (یا اللہ! تجھ سے سوال کرنے والوں کے طفیل اور تیری طرف رغبت کرنے والوں کے طفیل اور اپنے اس چلنے کے طفیل جو تیری ہی طرف ہے سوال کرتا ہوں کہ میں فخر و تکبر اور لوگوں کو دکھانے یا سنانے کی غرض سے مسجد کی طرف نہیں جا رہا۔ سوائے اس کے کہ تیرے غضب سے بچوں اور تیری خوشنودی حاصل کروں اور کوئی غرض نہیں ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دوزخ کی آگ سے بچا اور میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا دوسرا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے۔)

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے وایاں یا اول اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ صَحْبِهِ وَ سَلِّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ افْتَحْ لِيْ الْاَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (یا اللہ! سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد اور اصحاب سیدنا محمد پر رحمت بھیج اور سلام یا اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اگر کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہوا دیکھیں تو یہ کہیں۔ ”اللہ تجھ کو اس تجارت میں فائدہ نہ دے“ اور اگر کسی کو گم شدہ شے سے تلاش کرتا ہوا دیکھیں تو یہ کہیں۔ ”اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری گم شدہ چیز نہ دلائے“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی حکم فرمایا ہے۔ مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت تحیّۃ المسجد پڑھیں۔ اور یہ دعا

پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
 ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا۔ بعض علماء نے فرمایا۔ یہ چار مرتبہ پڑھا جائے اور
 بعض فرماتے ہیں بے وضو ہوں تو تین مرتبہ اور با وضو ہوں تو ایک مرتبہ پڑھا
 جائے۔ اگر (گھر میں) دو رکعت سنت نہیں پڑھیں تو مسجد میں دو رکعت سنت
 پڑھ لینا تحیتہ المسجد کے لئے بھی کفایت کرتا ہے دو رکعت پڑھ کر اعتکاف
 کی نیت کر لیں اور یہ دعا پڑھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو رکعت
 کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ
 تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا شَمْلِيْ وَتُلَقِّمُ بِهَا شَعْنِيْ وَتَرْزُقُنِيْ
 الْفَقْرَ وَتُضِلُّ بِهَا دِرْثِيْ وَتُحْفِظُ بِهَا غَائِبِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ
 وَتُزَكِّيْ بِهَا عَمَلِيْ وَتُبَيِّنُ بِهَا رُجْعِيْ وَتُلْهِمْنِيْ بِهَا رُشْدِيْ وَ
 تَقْضِيْ لِيْ بِهَا حَاجَتِيْ وَتَقْصِمْنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
 اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا خَالِصًا تِيْبًا شَرِيفًا وَاَسْئَلُكَ يَقِيْنًا صَادِقًا
 حَتّٰی اَعْلَمُوْا اَنَّهُ لَنْ يَفْصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كُتِبَتْهُ عَلَيَّ وَارْتَمَانًا
 قَسَمْتَهُ لِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا صَادِقًا وَاَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهُ
 كُفْرٌ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَةً اَنَالَ بِهَا شَرَّكَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَ
 الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ عِنْدَ الْفَقْصَاعِ وَالْقُوَّةَ
 عِنْدَ الْيَقَاعِ وَمَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السَّعْدَاءِ وَالنَّصْرَ
 عَلٰی الْاَعْدَاءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِيَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْزِلْ بِكَ حَاجَتِيْ
 وَاِنْ ضَعُفَ رَاٰی وِقْصُرَ عَمَلِيْ وَافْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِكَ
 فَاَسْئَلُكَ يَا قَاضِيَ الْاُمُورِ وَبَاشِرَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجَيِّزُ بَيْنَ
 الْجُوْرَانِ مُجِيْرِيْ مِنْ عَذَابِ الشَّعِيْرَةِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ وَمِنْ
 دَعْوَةِ الشُّوْرِ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَ عَنْهُ رَاٰی وَاقْصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ
 وَلَمْ يَبْلُغْهُ نِيَّتِيْ وَاُمْنِيَّتِيْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدَّتْهُ اَحَدًا مِّنْ
 عِبَادِكَ اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَاِنِّیْ اَرْغَبُ

إِلَيْكَ فِيهِ وَأَسْأَلُكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا
 هَادِيَيْنَ مُهْتَدِيَيْنَ خَيْرَ ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ حَرِّبْنَا لِعَدَائِكَ
 سَلِّمْ لَنَا وَلِإِيَّائِكَ نَحْبُ نَحْبُكَ النَّاسُ وَلِعَادِي بَعْدَ ذَلِكَ
 مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ اللَّهُمَّ هَذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ
 الْإِجَابَةُ وَهَذَا الْجُحْدُ وَعَلَيْكَ التَّكْلَانِ وَإِنَّا لِلَّهِ وَ
 إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 اللَّهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيدِ وَالْأَمْرِ الرَّشِيدِ أَسْأَلُكَ الْإِمْنَ
 يَوْمَ الْوَعِيدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُودِ مَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ
 الرَّكَعِ السُّجُودِ وَالْمُؤْمِنِينَ لَكَ بِالْعَهْدِ إِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ
 وَأَنْتَ تَفْعَلُ مَا تَرِيدُ سُبْحَانَ مَنْ أَلْصَقَ بِالْعِزِّ وَقَالَ
 بِهِ سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ الْمَجْدُ وَتَكَلَّمَ بِهِ سُبْحَانَ مَنْ لَا
 يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ
 ذِي الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ الَّذِي أَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ بِعِلْمِهِ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي لَوْزًا فِي قَلْبِي وَلَوْزًا فِي قَبْرِي وَلَوْزًا فِي سَمْعِي
 وَلَوْزًا فِي بَصَرِي وَلَوْزًا فِي شَعْرِي وَلَوْزًا فِي بَشَرِي وَلَوْزًا فِي لَحْمِي
 وَلَوْزًا فِي دَمِي وَلَوْزًا فِي عِظَامِي وَلَوْزًا مِنْ يَدَيَّ وَلَوْزًا مِنْ
 خَلْقِي وَلَوْزًا عَنْ يَمِينِي وَلَوْزًا عَنْ شِمَالِي وَلَوْزًا مِنْ فَرْجِي وَلَوْزًا
 مِنْ تَحْتِي اللَّهُمَّ زِدْنِي لَوْزًا وَأَعْطِنِي لَوْزًا أَعْظَمَ لَوْزًا وَاجْعَلْ
 لِي لَوْزًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا اللَّهُ! میں تجھ سے تیری
 رحمت کا سوال کرتا ہوں جس سے تو میرے دل کو ہدایت عطا کرے اور میری پرکندگی
 کو اکٹھا کرے اور درست کرے، میری پریشانی کو دور کرے اور اس کے سبب
 فتنوں کو رد کر دے۔ اور درست کر اس کے سبب میرے دین کو اور محفوظ رکھ
 اس کے سبب میرے غائبین کو اور بلند درجہ کر میرے حاضرین کو اور پاک کر میرے
 عمل کو اور سفید کر اس سے میرے منہ کو اور الہام کر مجھے رشد اور اس طفیل سے

میری حاجت پوری کر دے، اور بچا مجھے ہر ایک بدی سے۔ یا اللہ! میں مانگتا ہوں
تجھ سے ایمانِ خالص جو پیوست ہو جائے میرے دل میں اور سوال کرتا ہوں تجھ
سے یقینِ صادق کا یہاں تک کہ جان لوں کہ نہ پہنچے گا مجھ پر مگر جو تو لکھ چکا ہے
میرے لئے اور نیز جو تو لکھ چکا ہے میری قسمت میں اس پر راضی رہنے کا سوال
کرتا ہوں۔ یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایمانِ صادق اور یقین کا کہ جس
کے بعد کفر نہ ہو اور سوال کرتا ہوں رحمت کا جس سے دنیا اور آخرت میں
شرف کرامت حاصل کروں۔ یا اللہ! میں سوال کرتا ہوں صبر کا قضا کے وقت
اور کامیابی کا تیری ملاقات کے وقت اور شہداء کے منازل کا اور نیکوں کے
عیش کا اور دشمنوں پر مدد کا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہر حق کا۔
یا اللہ! میں اپنی حاجت تیرے پاس لاتا ہوں اگرچہ میری رائے کمزور اور عمل کوتاہ
ہے۔ اور میں محتاج ہوں تیری رحمت کا اسے حاجات کے پورا کرنے والے دلوں
کو شفا دینے والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جیسا کہ تو پناہ دیتا ہے دریاؤں
کے درمیان یہ کہ پناہ دیوے تو مجھے عذاب و دوزخ سے اور قبر کے فتنے اور دعا
بلاک کرنے والی سے۔ یا اللہ! جس سے کہ میری رائے ضعیف اور عمل کوتاہ ہے
اور نہیں پہنچی اُس تک میری نیت اور اُمید یعنی بھلائی جس کا تو نے اپنے بندوں
میں سے کسی سے وعدہ کیا ہو یا وہ بھلائی کہ تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو دینے
والا ہے۔ بے شک میں اس کے لئے تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور اس کا تجھ
سے سوال کرتا ہوں۔ اے تمام جہان کے پرورش کرنے والے! یا اللہ! تو مجھے
ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے مجھے گمراہ کرنے والا گمراہ ہونے والا نہ بنا
مجھ کو تیرے دشمنوں سے لڑنے والا اور تیرے دوستوں سے دوستی کرنے والا نہ بنا
تیری محبت کے سبب ہم لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور تیری عداوت کے سبب
مخلوق میں سے جو تیرا مخالف ہو ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ یا اللہ! یہ دعا ہے
اور تو اسے قبول کر۔ یہ کوشش ہے اور تجھی پر بھروسہ۔ ہم اللہ ہی کے ہیں اور
قبروں سے اٹھ کر اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ گناہوں سے باز رہنے اور

نیکی کرنے کی قوت نہیں بغیر اللہ بزرگ و برتر کی توفیق ملنے کے۔ یا اللہ! مضبوط
 رسی اور امرِ رشید کے مالک! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ تو وعید کے دن مجھے
 امن بخشے اور غلو دے کہ دن تو مجھ کو ان مقرب بندوں کے ساتھ جنت میں داخل
 کرے جو تیرے حضورِ حاضری دینے والے، رکوع و سجود کرنے والے اور تیرے عہد کو
 پورا کرنے والے ہیں۔ بیشک تو رحم فرمانے والا اور محبت فرمانے والا ہے۔ جو تو
 چاہے کرتا ہے، وہ ذاتِ پاک ہے جو عزت سے متصف ہے۔ اور فرمایا ہے
 اُس نے پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور اس سے کرامت والا بن گیا
 پاک ذات ہے وہ کہ وہی اس لائق ہے کہ اس کی تسبیح کی جائے۔ پاک ذات ہے
 وہ جو فضل اور نعمتوں کا مالک ہے۔ پاک ذات ہے صاحبِ قدرت اور کرم والا۔
 پاک ہے وہ جس نے اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کر لیا۔ یا اللہ! میرے دل میں
 نور پیدا کر دے، میری قبر میں نور بھر دے۔ میرے کانوں میں نور اور میری آنکھوں
 میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میری جلد (کھال) میں نور اور میرے گوشت
 میں نور اور میرے خون میں نور اور میری ہڈیوں میں نور اور میرے سامنے نور
 اور میرے پیچھے نور اور میرے دائیں طرف نور اور میرے بائیں جانب نور اور میرے
 اوپر کی جانب نور اور میرے نیچے کی جانب نور پیدا کر دے۔ یا اللہ! میرے لئے
 نور میں زیادتی پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما بڑا عظیم نور۔ اور اے سب رحم کرنے
 والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے! مجھے اپنی رحمت سے نور عطا کر دے، (یعنی
 مجھے مجسم نور بنا دے) اس دعا سے فارغ ہو کر (اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو)
 ادائیگی فرض نماز میں مصروف ہو جائیں (اور اگر جماعت کھڑی ہونے میں کچھ دیر
 ہو تو) ذکر و تسبیح یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جائیں اور جب مؤذن اذان
 کہنا شروع کرے تو اس مشغولیت کو چھوڑ کر مؤذن کے کلمات کا جواب دینے میں
 لگ جائیں۔ مؤذن جب کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر تو خود بھی یہی کہیں۔ اسی طرح سب
 کلمات کہنے جائیں مگر جب حَیُّ عَلَى الصَّلَاۃِ اور حَیُّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو کہیں لَا
 حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ اور جب وہ الصَّلَاۃُ خَيْرٌ مِّنْ

التَّوْبِ كَمَ (یعنی نیند سے نماز بہتر ہے) تو یوں کہیں۔ حَدَّثَتْ وَبَرَّتَ وَ
 أَنَا عَلَى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ (تو نے سچ کہا اور تو نے نیک بات کہی)
 اور میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں)

اور جب مؤذن اقامت کہے۔ تو خود بھی اس کے کلمات کو دہراتے جائیں مگر
 جب وہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہے تو اس کے جواب میں یوں کہیں اَقَامَهَا
 اللَّهُ وَأَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ۔ (اللہ تعالیٰ اسے
 قائم و دائم رکھے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں) اقامت پوری ہو جانے کے
 بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِنْدَ حُضُورِ صَلَاتِکَ وَ
 اَصْوَاتِ دُعَائِکَ وَادْبَارِ کِتَابِکَ وَاقْبَالِ نَهَارِکَ اَنْ تُؤْتِیَ
 مُحَمَّدَیْنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ
 الْمَقَامَ الْمُحْمُودَ الَّذِیْ وَعَدْتَهُ (وَاَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ یَوْمَ
 الْقِيَامَةِ) یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں
 حضور نماز کے وقت اور تیری جانب بلانے والوں کی آوازوں اور رات کے جلانے
 اور دن کے آنے کے وقت یہ کہ تو سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ اور
 فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور آپ کو مقام محمود میں مبعوث کر جس کا وعدہ تو نے
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا ہے) اور قیامت کے دن ہم کو ان کی شفاعت
 نصیب فرما۔ اسے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے اگر اذان اس
 وقت سنائی دے کہ تو نماز میں ہو تو نماز سے فارغ ہو کر مؤذن کے کلمات کا اسی
 طرح جواب دے دینا چاہیے جب امام تکبیر تحریمہ کہے تو اس کی اقتدار کے سوا اور کوئی
 کام نہیں کرنا چاہیے۔ فرض نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ
 اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَالْبَیْکَ یَعُوْذُ السَّلَامُ حَیْنَا
 رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ
 الْاِکْرَامِ سُبْحَانَ رَبِّیْ الْاَعْلٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَهْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخَيِّتُ وَيُمِيتُ وَهُوَ حَتَّى لَا يَمُوتَ بَيِّدٌ
 الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَهْلُ النِّعَمِ
 وَالْفَضْلِ وَالنِّسَاءِ الْحَسَنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَعْبُدُ إِلَّا آيَاهُ
 مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. (یا اللہ! رحمت بھیج
 ہمارے سردار محمد اور آل سیدنا محمد پر اور سلام بھیج یا اللہ تو سلام ہے اور تجھی سے
 سلام ہے اور سلام تیری طرف عود کرتا ہے۔ اے ہمارے رب تو ہمیں سلامتی کے ساتھ
 زندہ رکھ اور ہمیں اپنے گھر دار السلام (سلامتی کے گھر) میں داخل فرما تو بابرکت ہے۔
 اے صاحب جلال و اکرام۔ میرا پروردگار بلند درجہ والا پاک ہے۔ اللہ کے سوا
 کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ملک اور حمد
 ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے نہیں مرے گا اسی کے ہاتھ میں بھلائی
 ہے۔ اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو نعمتوں اور فضل
 اور ثناء حسن والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ہم خاص اسی کی عبادت
 کرتے ہیں اخلاص کے ساتھ۔ دین اسی کا ہے۔ خواہ یہ امر کافروں کو برا لگے) اس کے
 بعد یہ کلمات جامعہ دعائیں پڑھ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم فرمائے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ
 مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَاَجَلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالُوْهُ اَهْلُوْهُ
 اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَاَجَلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالُوْهُ
 اَعْلَمُ وَنَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا یَقْرُبُ مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ وَنِیَّۃٍ
 اَعْتَیَادُكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ
 مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ
 مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ
 اَللّٰهُمَّ وَمَا قَضِیْتَ لِیْ مِنْ اَمْرٍ فَاَجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رُشْدًا
 (یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں سب طرح کی بھلائی کا جو موجودہ اور آئندہ ہو۔
 اس میں سے جو میں جانتا ہوں اور جو نہیں جانتا اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے ہر طرح
 کی بُرائی سے جو موجودہ اور آئندہ ہو۔ اس میں سے جو میں جانتا ہوں اور جو نہیں جانتا۔

اور میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں
اور اس امر کا جو اس کے قریب کر دے یعنی قول - عمل - نیت - اعتقاد - اور
میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس بھلائی کا تجھ سے تیرے بندے
اور تیرے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کیا - اور میں اس بدی سے
تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے تیری پناہ مانگی - یا اللہ! میرے حق میں جو بات تو نے بطور فیصلہ مقرر
کر دی ہے اس کا انجام بہتر کر

پھر یہ دعا مانگیں جس کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت
فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمائی تھی - يَا حَسْبِيَ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ
الْاِكْرَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ وَمِنْ عَذَابِكَ
أَسْتَجِيرُ لَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ
بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الصَّالِحِينَ (اے زندہ، اے قائم، اے صاحب
جلال و اکرام! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری رحمت کے طفیل فریاد رسی کی درخواست
کرتا ہوں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں مجھ کو لحظہ بھر میرے نفس کے سپرد
نہ کر میرے حال کو درست کر دے جس سے تو نے صالحین کے حال درست کئے ہیں)
پھر یہ دعا مانگیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مانگا کرتے تھے - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَصْبَحْتُ اِلَّا اَسْتَطِيعُ دَفْعَ مَا اَكْرَهُ وَلَا اَمْلِكُ نَفْعَ مَا اَرْجُو وَلَا
اَصْبَحُ اِلَّا مُرْبِدًا لَا بَیْدَ غَیْرِكَ وَاَصْبَحْتُ مِنْ تَهْنِئَتِیْ
فَلَا فَمِیْنٍ اَقْرَمَ مِنِّیْ اِلَیْكَ وَلَا غَیْبَیْ اَعْنِیْ مِنْكَ غَیْبَیْ اَللّٰهُمَّ
لَا تُثِمَّتْ بَیْ عَذْوَتِیْ وَلَا تَسْرَوْ بَیْ صِدْقِیْ وَلَا تَجْعَلْ مَصِیْبَتِیْ فِیْ
دِیْنِیْ وَلَا تَجْعَلْ اِلْدِیْئَا اَكْبَرَ هَمِّیْ وَلَا مَبْلَغَ عَیْبِیْ وَلَا تُسَلِّطْ
عَلَیْ بِذَنْبِیْ مَنْ لَا یَرْحَمُنِیْ (یا اللہ! بے شک میں نے اس حال میں
صبح کی کہ مجھ میں ناپسندیدہ امور کے دفعیہ کی طاقت نہیں اور جس نفع کی امید کرتا ہوں
اس کے حصول کی طاقت میں نہیں رکھتا - ہر امر تیرے دست قدرت میں ہے تیرے
سوا کسی اور کے ہاتھ میں نہیں - اور میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ اپنے عمل میں

گروہی شدہ ہوں پس کوئی محتاج مجھ سے زیادہ تیرا محتاج نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا غنی (بے نیاز) ہے جو تجھ سے بڑھ کر غنی ہو۔ یا اللہ! مجھ پر میرے دشمن کو خوش نہ کر لے اور میری وجہ سے میرے دوست کو رنج نہ پہنچا۔ اور میرے دین میں مجھ پر مصیبت نہ ڈال لے اور دنیا کو میرا بہت بڑا مقصود نہ بنا لے اور نہ مبلغ علم کو میرا مقصود بنا لے اور میرے گناہوں کی پاداش میں مجھ پر ایسا شخص مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔ اس کے بعد وہ دعائیں پڑھیں جو مشہور ہیں۔ نیز جو دعائیں ہم نے کتاب "احیاء العلوم" کے کتاب الدعوات میں بیان کی ہیں ان میں سے جو یاد کر سکیں پڑھا کریں۔

نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک کا وقت چار وظیفوں پر منقسم ہونا چاہیے۔ ایک وظیفہ دعاؤں میں، دوسرا اذکار و تسبیحات میں، تیسرا تلاوت قرآن میں اور چوتھا تفکر میں۔ اس امر میں غور و فکر کرنا چاہیے کہ مجھ سے کس قدر گناہ اور خطائیں سرزد ہوئیں، عبادت الہی میں کیا کوتاہیاں ہوئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و غصہ عظیم اور اس کے دردناک عذاب کے متعلق دھیان کریں لے اور اس کے تدارک کے لئے پورے دن کے اوقات کار کو مرتب کریں۔ کہ فلاں وقت کسب حلال میں فلاں وقت اوراد و اذکار میں، فلاں وقت نوافل میں اور فلاں فلاں وقت فرض کی ادائیگی میں صرف کر دوں گا۔ اور تمام وقت مسلمانوں کی بھلائی اور ان کے ساتھ حسن اخلاق اور نیک سلوک کی فکر میں رہوں گا۔ اپنے دل میں تہنیت کر لیں کہ تمام حاشیہ لے یعنی سب سے زیادہ تو ہی مجھ سے بے نیاز ہے۔

لے یعنی مجھ پر کوئی ایسی مصیبت نازل نہ کر کہ میرے حال کو دیکھ کر دشمن کو خوشی ہو۔

لے اور مجھ پر ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کر جس سے میرے دین میں کوئی خلل واقع ہو۔

لے تیری رضا کا حصول ہی میرا مقصود ہے۔

ہے کہ محض مبلغ علم، فقر و غرور کا باعث ہے۔

لے اور تلافی مافات کی فکر و کوشش کریں۔

دنِ جہادِ الہی میں مصروف رہوں گا۔ ہر دم موت کو پیشِ نظر رکھوں گا اور آخرت کی تیاری میں رہوں گا۔

تسبیحات و اذکار کے دس کلمے ہونے چاہئیں۔

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخَيِّرُ وَيُمَيِّتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے، اسی کے لئے حمد ہے، وہی زندگی بخشتا ہے وہی مارتا ہے۔ اور وہ (ہمیشہ ہمیشہ سے) زندہ ہے (کبھی) نہیں مرے گا۔ بھلائی اسی کے ہاتھ (قبضہ قدرت) میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

(۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حق اور مبین ہے۔

(۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، واحد و قہار ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا پروردگار ہے۔ اور وہی (ہر شے پر) غالب اور بخشنے والا ہے۔

(۴) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ اللہ پاک ہے اور حمد اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور اللہ (سب سے) بڑا ہے اور برائی سے باز رہنے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں سوائے اللہ کی مدد اور اس کی توفیق بخشنے کے جو بلند اور عظمت والا ہے۔

(۵) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ "سُبُّوح (بہت پاک) ہے قدوس (بہت مبارک) ہے ملائکہ کا اور روح کا پروردگار۔

(۶) مُبْتَحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ "اللہ پاک ہے اور اسی کی حمد میں مشغول ہوں اللہ پاک ہے عظمت والا۔

(۷) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
وَأَسْأَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ۔ میں اللہ عظمیٰ والے سے بخشش
چاہتا ہوں وہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حی و قیوم ہے اور میں اس سے توبہ
و مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

(۸) اَللّٰهُ لَا مَارِخَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا
رَادٌّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ يٰاَللّٰہ!
جو کچھ تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جو کچھ تو روک دے تو اسے کوئی
دینے والا نہیں اور تیرے کئے ہوئے فیصلے کو کوئی رد کرنے والا نہیں، کسی مالدار
کو اس کا مال یا کسی حسب نسب والے کو اس کا حسب نسب تیری گرفت سے نہیں
چھڑائے گا۔

(۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَرَحْمَتِكَ وَسَلِّمْ۔ يٰاَللّٰہ! رحمت نازل کر ہمارے آقا محمد پر اور
ہمارے آقا محمد کی آل اور اس کے اصحاب پر اور سلام بھیج۔

(۱۰) بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ۔ اُس اللہ کے نام سے
شروع کرتا ہوں کہ جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان میں کوئی شے ضرر نہیں
پہنچاتی اور وہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

ان کلمات کو دو یا تین مرتبہ پڑھیں۔ یا ستر مرتبہ یا ستر مرتبہ یا کم از کم دس
مرتبہ پڑھیں تاکہ مجموعہ ستر ہو جائیں۔ ان کلمات کو روزانہ پابندی سے پڑھا کریں
اور طلوع آفتاب تک کسی سے کوئی کلام نہ کریں۔ حدیث میں وارد ہے کہ سورج نکلنے
سے پہلے کسی سے بات چیت کئے بغیر ان کلمات کا پڑھنا حضرت اسماعیل علیہ السلام
کی اولاد میں سے آٹھ غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل کام ہے۔

طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک کے آداب

جب سورج (طلوع ہو کر) بقدر ایک نیزہ بلند ہو جائے تو دو رکعت نماز (نفل) پڑھیں۔ اس لئے کہ فرض نماز فجر سے سورج کے ایک نیزہ بلند ہو جانے تک کوئی بھی نماز پڑھنا ممنوع ہے کہ یہ کراہت کا وقت ہے اس لئے مکروہ وقت گزر جانے کے بعد یہ نوافل (نماز اشراق) پڑھے جاتے ہیں۔ اور جب چاشت کا وقت ہو جائے اور قریب چوتھائی کے گزر جائے تو نماز صبحی چار یا چھ یا آٹھ رکعتیں (نوافل) دو دو رکعت کر کے پڑھیں۔ بلاشبہ یہ سب اعداء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ طلوع آفتاب اور زوال کے درمیان میں ان کے سوا اور کوئی نفل نماز مسنون نہیں۔ اب نماز ظہر تک جو وقت بچ گیا تو اس کی چار حالتیں ہیں۔ پہلی حالت۔ افضل یہ ہے کہ (اس وقت کو) طلب علم میں صرف کرے مگر وہ علم جو مفید ہے۔ علم نافع وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہو۔ اپنے نفس کے عیوب دیکھنے کی بصیرت حاصل ہو۔ عبادت الہی میں ذوق و شوق پیدا ہو۔ معرفت میں ترقی ہو۔ دنیا کی رغبت کم ہو۔ آخرت کی رغبت بڑھے۔ مکافات اعمال کی پہچان ہو تاکہ طالب علم بد اعمالیوں سے بچ سکے۔

شیطان لعین کے مکر و فریب پر آگاہی ہو۔ اور پتہ چل جائے کہ بڑے بڑے علماء و فضلاء کو کس طرح بہکا کر غضب الہی میں گرفتار کر چکا ہے۔ کہ ان بہکے ہوئے علماء نے دنیا کو دین کے عوض خریدا لیا۔ علم کو سلاطین و حکام سے مال و دولت بٹورنے اور وقف مال اور یتیموں مسکینوں کے مال و متاع کھا لینے کا ذریعہ بنا لیا۔ کہ ایسے علماء سوعہ ہمہ وقت طلب جاہ و مناصب اور لوگوں کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت بٹھانے کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو صرف کرنے میں لگے رہتے ہیں اور ابلیس لعین ان کو علم پر فخر و غرور میں مبتلا کئے رکھتا ہے اور مناقشات میں چھنساتے رکھتا ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ”احیاء العلوم“ میں علم نافع کا بیان شرح و بسط سے کر دیا ہے۔ اسے مخاطب! اگر تو اس کا اہل ہے تو، علم نافع کو حاصل کر۔

اس پر خود عمل کر اور پھر لوگوں کو علم نافع کی طرف دعوت دے۔ ان کو تعلیم دے جس نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا پھر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو بہ شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے ملکوتِ آسمان و زمین میں بڑا کر کے پیکار اُجھڑے گا۔ علم کی مشغولیت اور اپنے نفس کی اصلاح ظاہری و باطنی سے فارغ ہو جانے کے بعد اگر کچھ مزید وقت بچے تو علم فقہ میں مشغول ہو۔ اس سے تجھے عبادت کی فروعاتِ نادرہ کا علم حاصل ہوگا۔ اور مخلوق کے جھگڑوں کے درمیان جبکہ وہ ان ہی میں اُٹھے ہوئے ہوں گے تجھ کو میانہ روی کا طریقہ معلوم ہوگا۔ لیکن یہ سب مشغولیات تمام فرائض کفایات سے فارغ ہو جانے کے بعد کی ہیں۔ اگر تیرا نفس ہمارے ان بیان کردہ وظائف و اُرداد کو چھوڑ دینے کی ترغیب دے تو سمجھ لے کہ شیطان مردود نے تیرے دل میں پوشیدہ طور پر دنیا کے مال و جاہ کی محبت ڈال دی ہے لہذا تجھے اس کے فریب سے بچنا چاہیے ورنہ تو شیطان کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ جائے گا اور بالآخر وہ تجھے ہلاک کر کے چھوڑے گا اور پھر تیری حالتِ تباہ پر تمسخر بھی کرے گا۔ پس تجھے لازم ہے کہ کاہلی سے کام نہ لے اور وظائف و اُرداد پر مواظبت اختیار کرے۔

لیکن اگر علم نافع (علمِ دین) کے حصول میں تیری رغبت بڑھے اور اس سے مقصود صرف رضائے الہی کا حصول اور آخرت سنوارنے کی نیت ہو تو یہ نفسی عبادات سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ نیت صحیح ہو۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ تو اپنی نیت درست رکھے۔ اگر نیت درست نہ ہو تو یہ علم نافع سرمایہٴ غرور و مگرابی بن جائے گا۔ دوسری حالت یہ ہے کہ کسی وجہ سے تو علم نافع حاصل نہ کر سکے لیکن عبادات و وظائف یعنی تلاوت قرآن و ذکر خدا میں مشغول رہے تو یہ عابدوں اور صالحین کا درجہ ہے اس سے بھی تو کامیاب ہو جائے گا۔

تیسری حالت یہ ہے کہ تو مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں مشغول ہو۔ تیرے حسن سلوک سے مومنوں کے دل مسرور ہوں اور نیکوں کو نیک کام کرنے میں آسانی ہو جیسے فقہاء و علماء اور صوفیاء اور اہل دین کی خدمت (وامداد کرنا)

اور ان کی ضروریات کی تکمیل میں کوشش کرتے رہنا۔ فقراء و مساکین کو کھانا کھانا
 مریضوں کی عیادت کرنا اور جوازوں میں شامل ہونا یہ سب کام نقلی عبادات سے بھی
 افضل ہیں۔ چوتھی حالت۔ یہ ہے کہ اگر تو مذکورہ بالا کام نہ کر سکے تو اپنے کاروبار
 میں لگ جا اور اپنے اہل و عیال کے لئے کسبِ معاش کر، مسلمانوں کو ایذا و تکلیف
 نہ پہنچانہ زبان سے نہ ہاتھ سے۔ مسلمان تیرے شر سے بچے رہیں۔ اور چوں کہ تو
 گناہوں کا مرتکب نہیں اس لئے تیرا دین سلامت رہ گیا۔ اور اسی سبب سے تو
 ”اصحابِ یمن“ کا درجہ حاصل کر لے گا۔ اگرچہ تو ”سابقین“ کے مقام تک نہیں
 پہنچ سکتا۔ تاہم تو اپنے دین کے ادنیٰ مقام پر پہنچے۔ اس کے بعد چراگاہ
 شیاطین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے دین کو تباہ کرنے یا خدا کے بندوں
 میں سے کسی کو ستانے میں لگ جائے کہ یہ مرتبہ ہلاک ہونے والوں کا ہے تجھے
 اس طبقہ سے بچنا چاہیے۔ تاکہ تو ہلاکت سے بچ سکے۔

بندہ اپنے دین کے اعتبار سے تین درجہ پر ہے۔

نمبر ۱۔ سالم۔ کہ ادائے فرائض اور ترکِ معاصی پر اکتفا کرنے والا ہو۔ نمبر ۲۔ نفع
 حاصل کرنے والا۔ کہ قربات اور نوافل کے ساتھ تطوع کرے۔ نمبر ۳۔ نقصان
 حاشیہ ۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے المسلمون سلم المسلمون
 من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت
 رہیں یعنی ایذا و تکلیف سے بچے رہیں۔

۲۔ یہ حالت ادنیٰ درجہ کے مسلمان کی ہے۔

۳۔ نفسِ تمارہ کا تابع ہو کر مخالفِ دین حرکات کا مرتکب اور ناجائز خواہشات و مفادات
 کی تکمیل کی خاطر حلال و حرام کی تمیز نہ کرے۔

۴۔ پریشان کرنے، ظلم ڈھانے، یا کسی کے حقوق غصب کرنے۔

۵۔ بلند درجات تک پہنچنے والا۔

اٹھانے والا۔ کہ ضروریات سے کوتاہی کرنے والا ہو۔ پس اگر تو نے نفع حاصل کرنے والا (بلند درجات تک پہنچنے والا) اور نفع پہنچانے والا نہ بن سکے تو تجھ کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ”سالم“ بنے۔ خود کو ”خاسر“ نقصان اٹھانے والا بننے سے بچا۔

ہر شخص حقوق العباد میں تین درجہ پر ہے

نمبر ۱۔ یہ کہ دوسرے لوگوں کے حق میں بمنزلہ نیکو کار فرشتوں کے ہو۔ اس طرح کہ وہ بطور ہمدردی و شفقت ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوشش کرتا رہے (مظلوموں کی دادرسی، بے کسوں کی دستگیری کر کے) اُن کے (غمگین و زخم خوردہ) دلوں کو فرحت و راحت پہنچائے۔

نمبر ۲۔ لوگوں کے حق میں بمنزلہ چوپاؤں اور جادات کے ہو۔ کہ اس سے دوسروں کو کچھ بھلائی نہ پہنچ سکے تو (اُن کو ستائے بھی نہیں، دکھ بھی نہ پہنچائے) اپنی بدی کو اُن سے روکے رہے۔

نمبر ۳۔ یہ کہ لوگوں کے حق میں بمنزلہ سانپوں، بچھوؤں اور خونخوار درندوں کے ہو۔ کہ اُن سے (سوائے بدی اور تکلیف کے) بھلائی کی امید نہیں ہو سکتی اور لوگ اُن سے اپنے بچاؤ کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

پس اگر تو لوگوں کے حق میں (اپنی کم ہمتی کے باعث) فرشتوں کی مانند نہیں بن سکتا تو (کم از کم) اس سے تو بچ کہ چار پاؤں اور جادات کے درجے سے گزر کر سانپوں، بچھوؤں اور خونخوار درندوں کے مقام پر پہنچ جاتے۔ اگر تو اعلیٰ حلیتین (مقام بلند) سے گزرا پسند کرتا ہے تو (کم از کم) یہ تو پسند نہ کر کہ تو اسفل السافلین (مقام پست اور داجبات کی ادائیگی سے غافل، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے

معاملے میں مست اور لاپرواہ ہو ایسا شخص دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھانے والا ہے۔

۱۔ اپنی کم ہمتی کی وجہ سے۔ (فقر البو الحسن قادری خفر لہ)

(انتہائی نچلے درجے) کے گڑھے میں گر پڑے۔ تاکہ شاید تو برابر برابر ہو کر (ہی) نجات پا جائے۔ اس لئے تجھے یہی لازم ہے کہ تو دن میں معاش اور معاد (دنوی زندگی اور حیاتِ آخری) کی بہتری کی جدوجہد کے سوا کسی بھی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو۔ یا صرف انہی امور یا اشخاص سے واسطہ رکھے جن سے معاش و معاد کے معاملات میں ضروری مدد و کار ہو۔ لیکن اگر تجھے یہ خطرہ محسوس ہو کہ لوگوں سے میل جول رکھتے ہوئے تو اپنے (دین کی نگہداشت کا حق) نہیں کر سکے گا) دین کے حقوق ادا نہ کر سکے گا۔ تو پھر تیرے لئے گوشہ نشینی بہتر ہے۔ گوشہ نشینی اختیار کر لے کہ اسی میں تیری سلامتی اور نجات ہے۔ اور اگر گوشہ نشینی کے دوران (تنہائی کی وجہ سے) تیرے دل میں ایسے وساوس پیدا ہونے لگیں جو عند اللہ ناپسندیدہ (اور معیوب) ہیں۔ اور عبادات و اوراد و وظائف سے بھی یہ بُرے دوسرے زائل نہ ہو سکیں تو تجھے سو رہنا بہتر ہے (تاکہ نیند کی حالت میں دل و مانع کو سکون مل جائے اور وساوس منقطع ہو جائیں) یہ ہمارے تمہارے حالات کے لئے بہت مناسب ہے۔ اس لئے کہ جب ہم مال غنیمت حاصل کرنے میں ناکام ہو جائیں تو شکست کھا کر سلامت رہ جانے کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں تاہم اپنی حیات کو معطل کر کے دین کو سلامت رکھ لینا نہایت گھٹیا حالت ہے۔ کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ اور وہ زندگی کو بیکار کرنا اور خود کو جمادات کے ساتھ لاحق کرنا ہے۔

حاشیہ: ہمہ حالت اور مردانگی یہ ہے کہ آدمی سو رہنے کی بجائے ذکر و فکر میں خود کو اس طرح محو کر دے کہ الوار الہی رک و پے میں ملوث کر جائیں۔ اور قلب و دماغ میں ماسوی اللہ کا احساس تک باقی نہ رہ جائے۔ جب اس کیفیت تک پہنچ جائے گا تو شیطانی وساوس کے باقی رہ جانے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ واضح رہے کہ وساوس شیطانی کے دفعیہ کے لئے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ کا ورد بھی مجرب علاج ہے۔

نیز تجرے سے ثابت ہو چکا ہے کہ تجریدِ معہ کی وجہ سے بھی خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور عبادات و اوراد و وظائف میں دل نہیں لگتا۔ لہذا اصلاحِ معہ کی تدبیر کو ناظروری ہے۔ ملکی بھلائی خدا کو مقدار میں کھائی جائے۔ اذالہ قبض کے لئے ہلکا سا جلاب لیا جائے تاکہ ریاچ خارج ہو جائیں اور اندریاں صاف ہو جائیں۔ (فقر الہ الحسان قادری عفرلہ)

باقی نمازوں کے لئے تیار ہونے کے آداب

اے عزیز! تجھے مناسب یہ ہے کہ زوال سے پہلے ظہر کی نماز کے لئے تیار کرے۔ اگر تو شب میں تہجد کے لئے اٹھتا ہے یا کسی نیک کام لے میں رات کو جاگنے کی حاجت ہو اگر تیری ہو تو (نماز ظہر سے) پہلے قیلو کہ کر کیونکہ اس سے رات کے قیام پر بہت مدد ملتی ہے جیسا کہ سحری کھانے سے روزہ رکھنے میں مدد و آسانی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو شخص دوپہر کے وقت قیلو کہ کر رہے مگر رات کو نماز تہجد یا کسی دینی کام کے لئے بیدار نہیں رہتا تو اس کی مثال یہ ہے کہ سحری تو کھالی جلتے مگر روزہ نہ رکھا جلتے اور یہ کوشش کر کہ زوال آفتاب سے پہلے بیدار ہو جائے۔ پھر وضو کر کے مسجد میں حاضر ہو۔ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ۔ اور مؤذن کا انتظار کر۔ جب اذان شروع کرے تو کلمات اذان کا جواب دیتا جا۔ اذان کہہ چکے تو تھ چار رکعت نماز (سنت) پڑھ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ چار رکعتیں بہت طویل کر کے پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں، اور میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ اس (وقت) میں میرے نیک اعمال آسمان کی طرف اٹھائے جائیں۔ یہ چار رکعت نماز ظہر سے پہلے سنت مؤکدہ ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ ”جو شخص ان کو اچھی طرح (الہمینان و سکون کے ساتھ) رکوع و سجود کر کے پڑھے تو اس کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ پڑھتے اور اس کے لئے رات تک دعائے استغفار کرتے ہیں“ پھر امام کی اقتدار میں فرض ادا کر لے پھر دو رکعت نماز پڑھے یہ دو رکعت بھی سنت مؤکدہ ہیں۔ اور نماز عصر تک علم سیکھنے (یا سکھانے) یا مسلمانوں

حاشیہ: درس و تدریس، تالیف و تصنیف، وعظ و نصیحت وغیرہ دینی امور کے سلسلے

لے دوپہر کے وقت سونے کو قیلو کہتے ہیں اور یہ سنت ہے۔

لے دعائے منونہ اللہم توبہ ہذا الدعویۃ التامۃ تا آخر پڑھ کر اور درود شریف پڑھ کر۔

لے اور دعائے منونہ اللہم توبہ ہذا الدعویۃ التامۃ تا آخر پڑھ کر۔

شہر دو رکعت نفل پڑھ اور دعا مانگ کر فارغ ہو جا۔

کی اعانت یا تلاوت قرآن مجید یا معاش (کاروبار) کی سعی میں جس سے دین میں مدد ملے مشغول رہ ان کاموں کے سوا کسی (لغو و بیہودہ، خلاف شرع) کام میں مشغول نہ ہو۔ پھر نماز عصر سے پہلے چار رکعت نماز سنت پڑھ۔ (یہ سنت غیر مذکورہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے نماز عصر سے پہلے چار رکعت نماز ادا کی،" تجھے کوشش کرنی چاہیے کہ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے بہرہ ور ہو جائے۔ نماز عصر ادا کر چکنے کے بعد مذکورہ بالا نیک کاموں میں مشغول ہو۔ کسی طرح مناسب نہیں کہ تیرے (قیمتی) اوقات بے کار جائیں۔ تجھے ہر وقت کسی نہ کسی نیک کام میں مصروف رہنا چاہیے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور دن رات کے وظائف و اوراد مرتب کر کے ہر وقت کے لئے ایک شغل معین کر دے اور پھر اس پر کار بند رہ جس وقت کے لئے جو شغل معین کیا گیا ہو اس کے سوا اس وقت میں دوسرا کوئی کام نہ کر۔ اگر تو اس ضابطہ پر کار بند رہے گا تو تیرے اوقات میں برکت ظاہر ہوگی۔ لیکن اگر تو خود کو چوپایوں کی طرح مہمل (بے لگام و بے ہمار) چھوڑ دے گا تو تیرے اکثر اوقات بے کار جائیں گے اور اسی سال میں تیری عمر ضائع جائے گی حالانکہ تیری (بہی) عمر تیرا اس المال (سرمایہ) ہے۔ اسی پر تیری تجارت (کا) دار و مدار) اور اسی کے بل بوتے پر تجھے قرب الہی میں ہمیشہ کی نعمتوں کے گھر (جنت) میں پہنچنا ہے۔

اسے عزیزا تیری ہر ایک سانس ایک گوہر ہے بہا ہے۔ اس لئے کہ اس کا کوئی بدل ہی نہیں۔ جو سانس گزر جائے اس کا اعادہ ممکن نہیں پس تو بیوقوفوں متکبروں جیسا نہ بن جن کی عمر گھٹتی جاتی ہے لیکن وہ اپنے مال کی بڑھوتری پر خوش ہوتے رہتے ہیں۔ بھلا (سوچ تو سہی کہ) مال کے زیادہ ہونے اور عمر کے کم ہونے میں کونسی بھلائی ہے؟ (ہوش مند انسان کو تو) صرف علم کی زیادتی یا نیک اعمال

حاشیہ ملکہ اور اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہوگا۔ (فقر الہامتان قادری عفری)

(کی کثرت) پر خوش ہونا چاہیے کہ یہ دونوں (علم دین اور اعمال صالحہ) تیرے رفیق ہیں۔ جب کہ تو مال و متاع و ارتوں کے لئے چھوڑ جائے گا۔ تو بھی دونوں قبر میں تیرے ساتھ جائیں گے۔

پھر جب آفتاب زرد (قریب الغروب) ہو جائے تو مغرب سے پہلے مسجد میں واپس جانے کی کوشش کر اور (مسجد میں داخل ہو کر) تسبیح و استغفار میں مشغول ہو جا کیونکہ اس وقت کی فضیلت ویسی ہی ہے جیسی کہ طلوع آفتاب سے پہلے کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا** اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کیا کر؟

اے عزیز! غروب آفتاب سے پہلے یہ سورتیں پڑھا کر۔ **وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا۔ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَىٰ۔** اور معوذتین اور غروب اس حالت میں ہو کہ تو استغفار میں مشغول ہو۔ جب اذان ہو تو اس کا جواب دے اور پھر یہ دعا پڑھ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِنْدَ اِقْبَالِ لَیْلِکَ وَرَاٰدِیَابِ نَهَارِکَ وَحُضُوْرِ صَلَٰتِکَ وَاَصْوَابِ عِقَاتِکَ اَنْ تُؤْتِیَ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالْدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَالْبَعْثَةَ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَهُ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔** یا اللہ! میں تیرے حکم سے رات کے آنے اور دن کے ٹوٹنے اور تیری نماز کی حاضری اور تیری طرف پکارنے والوں کی آوازوں کے وقت تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہمارے آقا محمد کو وسیلہ، فضیلت، شرف اور درجہ رفیع عطا کر اور ان کو مقام محمود میں مبعوث فرما جس کا وعدہ تو نے اُن سے کیا ہے بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

مؤذن جب اقامت کہے تو اس کا جواب دے اور (باجاماعت) نماز فرض ادا کر پھر کوئی بات کہے بغیر دو رکعت نماز سنت مؤکدہ پڑھ اور اگر تو اس کے بعد چار

حاشیہ: **وَازْرُقْنَا شَفَاعَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ** (ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم کو ان کی شفاعت نصیب فرما۔

رکعت مزید پڑھے تو یہ بھی مسنون ہیں ان کو اوابین کہتے ہیں۔ پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو عشاؤ تک اعتکاف میں رہ کر (ذکر و تلاوت کر) یا نوافل پڑھ۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **تَجَا فِی جَنَّتٍ بَهُمْ عَنِ الْمَصَاحِبِ** (ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں) کے متعلق پوچھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ”وہ مغرب و عشا کے درمیان نماز (نوافل) پڑھنا ہے۔ یہ شروع دن اور آخر دن کی یہودہ باتوں کو مٹا دیتی ہے۔“

اور جب عشا کا وقت ہو جائے تو فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھ اس وقت کے زندہ کرنے کے لئے جو اذان و اقامت کے درمیان ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی، پھر فرض نماز ادا کر اس کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اور ان میں سورہ الفاتحہ سورہ ملک یس۔ و خان پڑھ کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں پھر اس کے بعد چار رکعت پڑھ۔ روایات احادیث میں ان کی فضیلت وارد ہے۔ ان کے بعد تین وتر پڑھ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں۔ **سَبَّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْاَعْلٰی**۔ **قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْاَكْاِرُونَ** اخلاص اور معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ لیکن اگر تیرا ارادہ تہجد کے لئے اٹھنے کا ہو تو نماز تہجد کے بعد وتر پڑھ تاکہ رات کی نماز میں سے آخری نماز وتر ہو۔ اس کے بعد تذکرہ علم یا دینی کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو۔ لہو و لعب میں مشغول نہ ہو۔ یہ خاتمہ ہوگا تیرے اعمال کا تیرے سونے سے پہلے۔ اور اعمال کا اعتبار خاتمہ ہی پر ہے۔

سونے کے آداب

اے عزیز! جب تو سونے کا ارادہ کرے تو اپنا بستر قبلہ کے رخ بچھا اور اپنے گردٹ پر سو جیسا کہ میت کو لحد میں لٹاتے ہیں۔ (یعنی۔ بستر اس رخ پر بچھایا جائے کہ جب دانے گردٹ پر لیٹیں تو منہ قبلہ کی جانب ہو) واضح رہے کہ نیند موت کی مانند ہے اور سدا رہ کر اٹھنا سنا ہے جیسا کہ قیامت کو اٹھیں گے۔ شاہد اللہ تعالیٰ اسی رات

تیری جان قبض کر لے۔ تجھے اس کی ملاقات کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ یعنی وضو کر کے اس طرح سو کہ وصیت لکھی لکھائی تیرے سر پہ نہ دھری ہو۔ اور گناہوں سے توبہ کر کے استغفار مانگ کر یہ قصد کر کے سو کہ پھر گناہوں کا ارادہ نہیں کروں گا۔ اور یہ ارادہ کر کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صبح بیدار کر دیا تو آئندہ مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کی کوشش کرتا رہوں گا۔ اور یاد کر کہ مختصر یہ تجھے قبر میں اسی طرح تنہا لٹائیں گے اور تیرے عمل کے سوا تیرا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔ اور تجھے اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔ اور ستر کو خواب آور نہانے کے لئے پُر تکلف نہ بنا اس لئے کہ نیند کی زیادتی عمر عزیز کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور اگر بیداری (کسی وجہ سے) تجھ پر وبال ہو تو تجھے سونا اپنے دین کو سلامت رکھنا ہے۔ اب جانا چاہیے کہ رات اور دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں، تجھے رات اور دن میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا چاہیے۔ سو اگر تیری زندگی مثلاً ساٹھ برس کی ہو تو تجھے کافی ہے کہ اس میں سے بیس برس ضائع کرے۔ اور یہ تیری تنہائی عمر ہے۔ اور سونے کے وقت مسواک اور پانی تیار رکھ اور رات کو (تہجد) کے لئے اٹھنے یا صبح کو (نماز فجر) کے لئے اٹھنے کا ارادہ کر۔ (یاد رکھ کہ) آدھی رات کی دو رکعتیں نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہیں۔ اسے عزیز! محتاجی کے دن (روز قیامت) کے لئے بہت سے خزانے تیار کر لے۔ جب تو مرے گا تو دنیا کے خزانے تیرے کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور سونے کے وقت یہ دعا پڑھ۔ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ بَیِّنَیْ وَبَاسْمِکَ اَرْفَعُہٗ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ اَللّٰهُمَّ قِنِّیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَحْیَا وَاَمْوَاتُ اَعُوْذُ بِکَ

حاشیہ: البتہ اس نیت سے بقدر ضرورت سولینا کہ تازہ دم ہو کر نگوں کا تو اچھی طرح اطمینان کے ساتھ عبادت و ذکر و تسبیح کر سکوں گا اور سہولت کسب حلال کروں گا تو تیرا یہ سونا بھی عبادت شمار ہوگا۔ کہ اپنی جان کو بقدر کفایت آرام پہنچانا بھی بحکم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجب ہے۔ کہ فرمایا: "وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ" اور تیرے نفس یعنی جان اور جسم کا بھی تجھ پر حق ہے کہ تو اسے آرام پہنچائے اور اس کی حفاظت کرے اور اس میں کوئی شکر نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل احکام الہی کی ہی تعمیل ہے۔

اللَّهُمَّ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ
 كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ اخِذٌ بِأَصْلَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
 اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ
 بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ
 فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَ لَفْسِي وَأَنْتَ تَلَوَّ قَائِلُ
 لَكَ مَحْيَاها وَمَمَاتُها إِنَّ أَمَّتَها فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَحْيَيْتَها
 فَاحْفَظْها بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي
 أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ اللَّهُمَّ آتِنِي قِطْعَةً فِي أَحَبِّ السَّاعَاتِ
 إِلَيْكَ وَاسْتَعِظْنِي بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَيْكَ حَتَّى لَقِيَ بَنِي إِلَيْكَ
 زُلْفَى وَتُبْعِدَنِي عَنْ سَخَطِكَ بَعْدَ أَسْأَلِكَ فَتُعْطِنِي وَ
 أَسْتَغْفِرَكَ فَتَغْفِرَ لِي وَادْعُوكَ فَتَسْتَجِبَ لِي - (يا اللہ! تیرے نام
 سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیرے نام سے اسے اٹھاؤں گا تو میرے گناہ بخش دے
 یا اللہ! مجھے اس دن عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو (مرنے کے بعد) اٹھا لے گا
 یا اللہ! میں تیرے نام سے جیتا اور مرتا ہوں، یا اللہ! میں ہر شر پہنچانے والے کے
 شر سے تیری پناہ لیتا ہوں اور ہر جو پائے کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ قدرت
 میں ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہی ملتا ہے، یا اللہ! تو سب سے اول ہے
 تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں۔ اور تو آخر ہے (تجھے فنا نہیں) کوئی شے تیرے بعد
 نہیں۔ اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر (تجھ سے زیادہ ظاہر) کوئی شے نہیں، اور تو باطن ہے
 تیرے سوا کوئی شے نہیں۔ یا اللہ! تو نے میرے جسم و جان کو پیدا کیا اور تو ہی اسے وفات
 دینے والا ہے، اس کی زندگی اور موت تیرے ہی لئے ہے، اگر تو اسے مارے تو اسے
 بخش دے اور اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کر جیسا کہ اپنے نیک بندوں
 کی حفاظت کرتا ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، یا اللہ!
 جو گھڑیاں تجھے محبوب ہیں ان میں سب سے زیادہ محبوب گھڑی میں مجھ کو جگا اور جو
 اعمال تجھے محبوب ہیں ان میں سب سے زیادہ محبوب عمل میں مجھ کو لگا۔ یہاں تک کہ تو

مجھے مرتبہ میں اپنے قریب کر دے (اپنے قُرب میں زیادہ نزدیک کر دے) اور اپنے غصہ (ناراضگی) سے مجھے بہت زیادہ دور کر دے۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں تو تجھے عطا کر، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں تو مجھے بخش دے اور میں تجھ سے دعا کرتا ہوں تو میری دعا قبول فرمائے) اس کے بعد آیۃ الکرسی۔ اَمَّا الرَّسُولُ بِنَا آخِرُ سُوْرَةِ اَخْلَاصِ۔ معوذتین۔ سورۃ مُلک پڑھ۔ اور تجھے اس حالت میں نیند آئے تو یادِ خدا میں مشغول اور با وضو ہو۔ جو یہ عمل کر کے سوئے اس کی روح عرشِ عظیم کی طرف عروج کر جاتی ہے اور بیدار ہونے تک نماز میں مصروف لکھا جاتا ہے۔

اور جب تو بیدار ہو تو اسی ضابطہ پر عمل کر جو مذکور ہو چکا ہے۔ اپنی عمر جو باقی ہے اسی ترتیب سے پوری کر۔ اگر تجھے اس ضابطے سے تیرا نفس تنگی محسوس کرے تو تو بھی اس پر کاہنہ درہ۔ اس پر صبر کر جیسا کہ بیمار شفا کی امید میں کر موی دو پر صبر کرتا ہے اپنی تھکائی سی عمر کو غنیمت جان۔ خواہ تیری عمر سو برس کی بھی ہو جائے تو بھی آخرت کی دوامی زندگی کے مقابلے میں اقل قلیل بلکہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ دنیوی زندگی ختم ہو جانے والی ہے۔ اور آخرت کی زندگی ابدی ہے۔ ختم ہونے والی نہیں۔ تو اس امر پر غور کر کہ تو دنیا کی طلب میں چند ماہ یا چند سال آرام پانے کی خاطر کس قدر مشقت و ذلت برداشت کرتا ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے عیش و آرام کی خاطر تھوڑے دنوں کی مشقت کیوں برداشت نہیں کرتا؟ امیدیں دراز نہ کر ورنہ عمل کرنا تجھ پر بھاری ہو جائے گا۔ موت کو قریب جان اور اپنے دل میں یہ سوچ کہ میں (دنیا کی خاطر) آج مشقت اٹھا رہا ہوں۔ مگر کیا خبر کہ آج ہی رات مر جاؤں۔ اگر آج نہیں تو شاید کل مر جاؤں۔ کیونکہ موت کا وقت نامعلوم ہے، موت اچانک آتی ہے۔ لہذا سفرِ آخرت کے لئے تیار رہنا دنیا میں

حاشیہ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں۔۔۔ سامانِ سو برس کا ہے پل کی بنہ نہیں۔

سُورۃِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”وَأَنَا وَهَبُ جُودًا“ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور اپنے لئے بعدِ فائدہ پہنچانے والے کام کرے اور نادان وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کا تابع ہو (اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں زندگی گواستے) اور اللہ تعالیٰ سے امیدیں باندھتا رہے۔ کہ وہ کہیم ہے غفور الرحیم ہے۔ وہ مجھے بخش دے گا۔ اپنے فضل سے نواز دے گا۔ (ابوالحسن قادری عظمیٰ)

رہنے کی تیاری سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ تو تو بھی خوب جانتا ہے کہ تھوڑی سی مدت کے سوا تو دنیا میں نہیں رہے گا۔ آخر مرنا ہے۔ شاید تیرے مرنے میں ایک دن یا ایک سانس ہی باقی رہا ہو۔ ہر روز اپنے دل میں یہی سوچ کر ہر وقت خود کو عبادتِ الہی میں لگائے رکھ۔ لیکن اگر تو یہ سمجھ بیٹھے کہ ابھی تو میں (دنیا میں سو برس یا) پچاس برس اور زندہ رہوں گا اور پھر عبادت میں دل لگانا چاہے تو تیرا نفس نہیں مانے گا۔ اور تجھے عبادت کرنا دشوار ہو جائے گا۔ اور اگر تو نے موت کو قریب جانا (تو تجھے آخرت کی فکر نگھائے گی، دل لگا کر عبادت و ذکر و فکر کرے گا) اور مرتے وقت تجھے انتہائی مسرت حاصل ہوگی کہ ملائکہ تجھے رحمت، مغفرت اور جنت کی بشارت دیں گے اور تو خوشی میں مسکراتا ہوا یہاں سے رخصت ہوگا۔ لیکن اگر تو غفلت و سستی میں رہے گا تو تیری بے خبری ہی میں موت آن پہنچے گی اور تو انتہائی حسرت و یاس کے عالم میں خود پر افسوس کرنا بومرے گا۔

نماز کے آداب

اے عزیز! جب تو نماز کے لئے تیاری کرے تو جنبی نہ ہو تو اچھی طرح غسل کر اور اگر بہ حالتِ جنب نہیں تو اچھی طرح وضو کر کے۔ پاک کپڑے پہن ستر عورت کر یعنی ناف سے گھٹنوں تک پاک کپڑے سے ڈھانکنا فرض ہے اور پاک جبکہ اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پاؤں کشادہ رہیں (بقیہ جہان انگشت دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ ہونا چاہیے) پاؤں ہلکا کر نہ کھڑا ہو۔ سیدھا ہو کر قیامِ اعوذ و پربت لٹاس (پوری سورہ) پڑھ اس نیت سے کہ شیطان مردود سے پناہ حاصل ہو پھر دل کو حاضر اور وساوس سے خالی کر کے (یک سو ہو کر) تصور کر کہ تو کس (عظیم ترین آقا) کے سامنے کھڑا ہو رہا ہے (حاضری دینے لگا ہے) اور کس (اعلیٰ شانِ معبود) سے مناجات

حاشیہ: ۱۔ نشانِ مردوموں یا تو گویم۔ ۲۔ چومرگ آید بستم بر لبِ اوست (ڈاکٹر اقبال)

میں تجھے مردوموں کی پہچان بتاتا ہوں۔ کہ جب موت آتی ہے اس کے لبوں پر بستم آجاتا ہے۔
خوشی سے مسکرائے لگتا ہے۔

(فیتر الہامان قادر علیٰ غفرانہ)

(عرض معروض) کرنے والا ہے۔ تجھے اس حال میں کہ دل غافل ہو۔ سینہ دنیا کے دوسروں اور شہوت کی خواہشوں سے بھرا ہوا اپنے آقا سے مناجات کرتے ہوئے شرم کرنی چاہیے بلکہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کے پوشیدہ بھید سے باخبر ہے وہ تیرے قلب کو دیکھتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری نماز میں سے اسی قدر نماز کو قبول فرماتا ہے جتنی نماز تو نے (حضور قلب) خضوع و خضوع اور تواضع و تضرع کے ساتھ پڑھی۔ تو اس طرح اس کی عبادت کر اس طرح نماز پڑھ کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور جو تو اسے نہیں دیکھتا تو یقیناً وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تیرا دل حاضر اور اعضا مطمئن نہ ہوں تو (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) جلال الہی میں تیری معرفت ناقص ہے۔ تو یہ تصور کر کہ اگر تیرا کوئی بزرگ (باب۔ دادا۔ چچا یا استاد) تجھے دیکھ رہا ہو کہ تو نماز کس طرح پڑھتا ہے تو تیرا دل حاضر اور اعضا مطمئن ہو جائیں گے۔ (یعنی تو بڑے اطمینان کے ساتھ نماز پڑھے گا) اُس وقت تو اپنے نفس سے مخاطب ہو اور کہہ کہ اے نفس بد! تجھ کو ایک عاجز بندے کے دیکھنے سے تو اتنا اثر ہو گیا کہ اس کے ڈر سے اس قدر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا ہے۔ حالانکہ اس بندے کو تیرے نفع و نقصان پر کچھ اختیار بھی نہیں بھرا کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اپنے خالق و مالک کے حضور میں اس کی غفلت سے نہیں ڈرتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تیرے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ ہر شے پر قادر اور فعال ہے لہذا یسّر ہے۔ آیا تیری دانست میں اللہ تعالیٰ کا مقام تیرے اُس بزرگ سے کمتر ہے؟ تو بڑا

حاشیہ: جسم اندر نماز و دل بیرون۔ گشتہ مانے کدہ بہ جہان

ابن چنیں حالت پریشان را۔۔۔ شرم ناید نمازے خوانی

یعنی۔ تیرا جسم تو نماز کے اندر ہے (نماز میں مصروف ہے) لیکن دل باہر ادھر ادھر جہاں بنا ہوا گشت کر رہا ہے۔ ایسی پریشان حالت میں تجھے نماز پڑھتے شرم نہیں آتی۔ یہ تو نماز پڑھ رہا ہے؟ نماز تو وہی ہے جو حضور قلب کی حالت میں پڑھی جائے۔

(ابوالحسن قادری عفری)

ہی نادان جاہل اور خود اپنا بڑا ہی دشمن ہے۔ اے عزیز! اس تدبیر سے اپنے
نفس کا علاج کر تاکہ اس کی کجی دور ہو اور تیرا دل نماز میں حاضر ہو جائے۔ کیونکہ
نماز تو وہی ہے جو حضور دل کے ساتھ ادا کی جائے۔ اور جو نماز تو نے بحالت
غفلت پڑھی ہے وہ استغفار و کفارہ کی محتاج ہے۔ پس اپنے دل کو حاضر کر کے نیت
کر کہ فرض نماز اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کرتا ہوں۔ (جس وقت کی نماز ادا کرنی ہے اسی
کی نیت کی جائے) اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر۔ نماز فجر میں فاتحہ کے بعد طوال
مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھ اور مغرب میں قصار مفصل کے چار، عصر اور عشاء میں
اوسط مفصل اور سفر میں ہو تو نماز فجر میں (اگر طوال مفصل پڑھنے کی گنجائش نہ
پائے تو) قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھنا کافی ہے۔ بحالت قیام سر
جھکائے ہوئے اپنی نگاہ مصلے (سجدہ گاہ) پر رکھ کر تیرے مقصود اور حضور قلب کے لئے
زیادہ جماع اور زیادہ لائق ہے۔ نماز پوری کر کے دونوں طرف (پہلے دائیں پھر بائیں) سر
پھیرتے ہوئے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہہ کر نماز سے باہر آ۔ سر کو اتنا پھیرنا چاہیے
کہ اپنا رخسار دکھائی دے اور دونوں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے مسلمانوں
اور فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کر۔ خشوع اور حضور قلب اور سمجھ کر قرأت پڑھنا۔ نماز
کا ستون ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نماز میں حضور قلب
نہ ہو وہ نماز زیادہ تر عذاب کی طرف لے جاتی ہے۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
کا ارشاد ہے کہ بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں مگر اُن کے لئے اس میں چھٹا یا دسواں حصہ بھی
ہمیں لکھا جاتا ہے۔ صرف اتنا ہی جو اس میں سے سمجھ کر پڑھی ہے۔“

حاشیہ ۱۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ
حضور دل کے سوا نماز نہیں؟ ۲۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ
سے آں کس کہ در نماز نہ بند جبال دوست پ فتویٰ ہمیں دہم کہ نماز ش قضا کنند

جو شخص کہ نماز میں جہال دوست یعنی الزوال الہی کا مشاہدہ نہ کر پائے اسکے لئے میرا یہی فتویٰ ہے کہ
وہ نماز ٹوٹا کر پڑھے۔ ۳۔ سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک ۴۔ کہ یکنے سے آخر تک
۵۔ سورۃ بروج سے کہ یکنے تک۔ (فقر الہ المستان قادری غفرلہ)

امامت وقت اسکے آداب

امام کو لازم ہے کہ نماز ہلکی پڑھائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو ہلکی اور کامل ہو بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے۔ اور جب تک کہ مؤذن اقامت سے اور مقتدی صف سیدھی نہ کر لیں تکبیر تحریمہ نہ کہے۔ امام تکبیر بلند آواز سے کہے اور مقتدی اتنی آواز سے کہے کہ اپنے کانوں کو سنائی دے اور امام امامت کی نیت کرے تاکہ فضیلت حاصل ہو۔ اور اگر یہ نیت نہ کی تو بھی مقتدیوں کی نماز درست ہو جائے گی بشرطیکہ انہوں نے اقتدار کی نیت کر لی ہو۔ انکو نماز باجماعت کا ثواب مل جائے گا۔ امام دعا را استفادہ (یعنی سبحانک اللہم وبحمدک) اور تَعَوَّذ (اور تسمیہ) پست آواز سے پڑھے۔ فجر کی دونوں رکعتوں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ اوپنجی آواز سے پڑھے۔ اور رکوع و سجود میں تسبیحات تین مرتبہ سے زیادہ نہ پڑھے۔ اور پچھلی رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔ السلام علیکم درجۃ اللہ کہتے وقت مقتدیوں کو سلام کرنے کی نیت کرے اور مقتدی امام کو سلام کہنے کی نیت کریں۔ سلام کہہ کر ایک ساعت ٹھہر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر لے۔ لیکن اگر جماعت میں مستورات بھی ہوں تو ان کے چلے جانے تک مقتدیوں کی طرف منہ نہ کرے۔ جب تک امام اٹھ نہ کھڑا ہو مقتدیوں میں سے کوئی نہ اٹھے۔ امام دائیں یا بائیں جن طرف چاہے مڑے تاہم دائیں جانب مڑنا افضل ہے۔ انتقال ارکان میں مقتدی امام سے پہلے منتقل نہ ہوں نہ اس کے ساتھ ساتھ بلکہ لازم ہے کہ ہر کام امام کے بعد کریں۔ امام جب رکوع کی حد کو پہنچ جائے تب مقتدی رکوع کے لئے جھکیں۔ اور جب تک سجدہ میں امام کی پیشانی زمین سے نہ لگے مقتدی سجدہ میں نہ جائیں۔

جمعہ کے آداب

واضح ہو کہ جمعہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے۔

اس دن کو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لئے خاص کیا ہے۔ اس میں ایک مہم گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو دعا مانگی جائے مقبول ہوتی ہے۔ اس لئے تو جمعرات کے دن ہی کپڑوں کو پاک صاف کر لے اور بکثرت تسبیح و استغفار کرتے ہوئے جمعہ کی شب گزار۔ جمعرات اور جمعہ کے دن یا جمعہ اور ہفتہ کے دن روزے رکھ کر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی حمانت وارد ہے۔ جمعہ کے دن صبح کو غسل کر کہ جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان کے لئے نہانا واجب ہے۔ پھر پاک صاف سفید لباس پہن کر اللہ تعالیٰ سفید لباس کو پسند فرماتا ہے۔ اور بہت عمدہ خوشبو جو میسر ہو لگا۔ جمعہ کے دن بدن کو پاک صاف کرنے۔ سرمہ لگانے۔ زیر ناف کے بال مونڈنے۔ ناخن کترنے۔ مسواک کرنے اور ہر طرح کی نظافت کے لئے مبالغہ سے کام لینا چاہیئے ہر طرح کی تیاری کر چکنے کے بعد پہلے پہر میں جامع مسجد کو روانہ ہو جانا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص پہلی ساعت میں مسجد میں آیا گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت میں آیا۔ تو گویا اس نے ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت میں پہنچا گویا اس نے ایک مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی ساعت میں پہنچا۔ گویا اس نے ایک مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں ساعت میں مسجد میں آیا تو گویا کہ اس نے ایک انڈا قربان کیا۔ نیز فرمایا کہ ”امام جب خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے صحیفے لپیٹ، قلمیں اٹھا کر منبر کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں“ مذکور ہے کہ اللہ کے دیدار کے وقت لوگ اسی قدر قرب پائیں گے جس قدر اول ساعت میں نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جانے والے ہوں گے۔ جب تو مسجد میں داخل ہو تو پہلی صف میں شامل ہونے کی کوشش کر۔ لیکن اگر لوگ جمع ہو چکے ہوں تو ان کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے نہ جا۔ اور نماز پڑھنے والوں کے آگے سے بھی گزرنا نہیں چاہیئے۔ بیٹھنے سے پہلے نماز تحیۃ المسجد پڑھ۔ دیوار یا ستون کے پاس بیٹھنے کی کوشش کر تاکہ لوگ تیرے سامنے سے نہ گذریں۔ اگر تو چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اس طرح چار رکعت پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنی جگہ

حاشیہ: مسلک احناف میں جمعہ کے دن نہانا سنت ہے۔

کو دیکھ لے گا۔ یا اُسے جنت دکھا دی جائے گی، اور تحیۃ المسجد کو نہ چھوڑ اگرچہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ اور سنت طریقیہ ہے کہ چاروں رکعت میں یہ سورتیں پڑھے۔ سورۃ الفام۔ کہف۔ طہ۔ یسین۔ اگر یہ نہ کر سکے تو سورہ یسین۔ دُخان۔ آلہ سجده اور سورۃ ملک جمعہ کی شب پڑھ لیا کر۔ یہ عمل کبھی ناغہ نہ ہونے دے کہ اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اُسے چاہیے کہ جمعہ کے دن سورہ اخلاص بکثرت پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔ جب امام خطبہ کے لئے نکلے تو نماز اور کلام (بات چیت) قطع کر کے مؤذن کے جواب میں مشغول ہو۔ اور یک سو ہو کر خطبہ سنے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی وقت خطبہ کسی کو یوں کہے کہ خاموش رہ تو اس نے لغو کلام کیا اور جس نے لغو کلام کیا تو اس کا جمعہ ہی نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ کہنا کہ خاموش رہ ایک کلام ہے۔ اُسے مناسب ہے کہ دوسرے کو اشارے سے منع کرے نہ کہ بات سے۔ پھر (جب نماز شروع کی جائے تو) امام کی اقتدا کر جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس جب تو سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو تو کوئی کلام کرنے سے پہلے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ، سات مرتبہ سورۃ اخلاص اور سات مرتبہ معوذتین پڑھے۔ ان کے پڑھنے سے تو اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا۔ پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيَّ يَا حَمِيدُ يَا مُبْدِيَّ يَا مُعِيدُ يَا رَحِيْمُ يَا وَدُوْدُ اَعْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَسْئَلِكَ (یا اللہ! اے غنی، اے حمید۔ اے پیدا کر لے والے، اے مورت کے بعد دوبارہ اُٹھانے والے، اے ہر بان اے دوست رکھنے والے مجھے رزق حلال دے کہ حرام سے بے پروا کر دے اور اپنی اطاعت دے کہ معصیت سے بچا لے اور اپنا فضل عنایت کر کے اپنے سوا سب سے بے پروا کر دے) پھر فرض نماز جمعہ کے بعد دو یا چار یا چھ رکعت دودو کر کے پڑھے۔

حاشیہ: اگر امام خطبہ شروع کر چکا ہو تو تحیۃ المسجد وغیرہ کوئی نماز پڑھنا شروع نہ کرے۔

یاں اگر وہ پہلے سے پڑھ رہا ہو اور اس دوران امام نے خطبہ شروع کیا تو نماز پوری کر لے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مختلف احوال میں یہی مروی ہیں۔ پھر مغرب یا عصر تک مسجد میں بیٹھا رہ اور اس (مقبولیت والی) افضل ساعت کے لئے عمدہ طور پر تیار ہو کر کیونکہ یہ پورے دن میں مبہم ہے۔ شاید تو اسے خشوع و تقویٰ کی حالت میں پالے۔ جامع مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے والوں اور پیشہ ور واعظین کی مجلس میں شریک نہ ہو۔ بلکہ عالم دین کی علمی مجلس میں حاضر ہو جو نفع دینے والی ہو۔ جمعہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت اور زوال، غروب اور اقامت کے وقت، خطیب کے منبر پر چڑھنے کے وقت اور نماز کے لئے جماعت کے کھڑے ہوتے وقت دعا مانگا کر شاید وہ ساعت قبولیت ان میں سے کسی وقت میں ہو اور اس دن حقیقی المقدور خیرات کرنے کی کوشش کر خواہ تھوڑی ہی ہو۔ پس ہفتہ بھر میں سے جمعہ کے دن نماز، روزہ، صدقہ، قرأت، ذکر اور اعتکاف وغیرہ نیکیاں جمع کر لے تاکہ تیری آخرت سنورنے کا سامان اور ہفتہ کے بقیہ دنوں کا کفارہ ہو جائے۔

روزوں کے آداب

اسے عزیمت! تیرے لئے یہ مناسب نہیں کہ تو صرف ماہ رمضان کے روزے رکھ لینے ہی پر اکتفا کر لے۔ اور نفلی روزے رکھنے کی تجارت اور فروس کے اعلیٰ درجات حاصل کرنے کو چھوڑ دے پھر تو (آخرت میں نفلی) روزے رکھنے والوں (کے اعلیٰ درجات) کو دیکھ کر حیرت کرے گا (جیسے کہ اعلیٰ علیتین میں چمکتے ستاروں کی طرح تجھے دکھائی دیں گے۔ حدیث میں جن آیام کی فضیلت اور شرافت مذکور ہے ان میں روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ جیسا کہ عرفہ کا دن اس کے لئے جو حج نہ کر رہا ہو، اور عاشورہ کا دن۔ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب المرجب اور شعبان کے پہلے عشرے اور اشہر محرم کے روزے یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب المرجب، یہ تو سال کے اعتبار سے ہیں۔ اور حرمینہ کے اعتبار سے شروع ماہ۔ درمیان اور آخر اور آیام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں۔ لیکن ہفتہ کے اعتبار سے، پیر، جمعرات اور جمعہ۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا ہفتہ بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے، ہر مہینہ کے پہلے

دن کا روزہ ہمینہ بھر کا کفارہ ہے اسی طرح بیچ اور آخر آیام بیض کا بھی یعنی پندرہویں دن کا روزہ۔

ان دنوں اور مذکورہ جہینوں کے روزے سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ صرف کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے ہی کا نام روزہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے ان کے روزہ میں سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ حصہ نہیں“ (یعنی روزے کے ثواب سے محروم رہتے ہیں) روزہ کی تکمیل تب ہوتی ہے جب کہ تمام اعضا جسم کو ان تمام امور سے باز رکھا جائے جو اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہیں۔ آنکھوں کو مہنیا تِ شرعیہ سے اور بد نظری سے بچائے۔ زبان کو فحش کلامی، دروغ گوئی اور غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھے۔ کانوں کو لغویات اور غیبت وغیرہ سننے سے باز رکھے۔ کہ غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے کا مرتکب شمار ہوتا ہے۔ پیٹ کو حرام خوری اور شرم گاہ کو حرام کاری سے بچائے علیٰ ہذا القیاس تمام اعضا کو ممنوعات سے روک دے۔

حدیث میں وارد ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جو روزہ کو ضائع کر دیتی ہیں۔ جھوٹ غیبت۔ چغل خوری۔ شہوت سے دیکھنا اور جھوٹی قسم کھانا، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”روزہ ڈھال ہے۔ اگر تم میں سے کوئی روزہ رکھے ہوئے ہو تو بیہودہ فحش اور جاہلیت کی باتیں نہ کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں“ (نہ لڑائی میں الجھے نہ گالی کا جواب دے) نیز حلال روزی سے روزہ افطار کرے۔

روزہ کا بڑا مقصد شہوت کو توڑنا اور قوت (بہیمہ) کو مضحمل کرنا ہے تاکہ تجھے تقویٰ اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے۔ اس لئے روزہ افطار کرنے کے بعد خوب پیٹ بھر کر کھانے سے احتراز لازم ہے۔ اگر رات کو شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا تو ایک دفعہ یا دو دفعہ کھانے میں کیا فرق باقی رہ گیا ہے جب تو نے نفس کی خواہش پوری کر دی تو روزہ رکھنے کا کچھ فائدہ نہ رہا۔ اس لئے کہ تیرا معدہ تو بسیار خوری سے بوجھل

ہو گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی ظرف اتنا مبغوض نہیں جتنا کہ وہ پیٹ جو حلال سے بھرا ہو، حرام کا تو ٹھکانا ہی نہیں۔

اے عزیز! جب تجھے روزے کے معنی معلوم ہو گئے تو حتی المقدور کثرت سے روزے رکھا کر کیونکہ یہ سب عبادات کی جڑ اور قُرْبِ الہی کی کنجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہے سوائے روزہ کے بلکہ وہ میرے لئے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔“ نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یقیناً روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور خوشبودار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کھانا پینا اور شہوت میری (رضا) کی خاطر چھوڑ دے روزہ میرے لئے ہے میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت کا ایک دروازہ بیان ہے اس سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔“ ”بدائیۃ الہدائیۃ“ میں تجھے طاعات کی شرح اسی قدر کافی ہے۔ اگر تو زکوٰۃ حج یا روزہ و نماز کی زیادہ شرح کا خواستگار ہے تو ہماری کتاب احیاء العلوم کا مطالعہ کر۔

دوسری قسم - گناہوں سے اجتناب کے بیان میں

واضح ہو کہ دین کے دو جز ہیں۔ ایک ترک منہیات۔ دوم فعل طاعات۔ ترک منہای (ممنوعہ کاموں کا ترک کرنا) سخت مشکل ہے کیونکہ طاعت (احکام کی فرماں برداری) تو ہر شخص کر سکتا ہے مگر ترک شہوت صدیقیوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مہاجر وہ ہے جو بُری باتوں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو خواہش نفسانی سے جہاد کرے۔“ مقام خور ہے حاشیہ اس کے اجر کا کوئی اندازہ اور کوئی حد نہیں۔ ۳۱ اور میری عطا کی کوئی حد نہیں۔

۳۱ یعنی نفسانی خواہشات صحیح معنوں میں وہی ترک کر سکتا ہے جو مقام صدق و اخلاص

کہ تو (جن) اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے وہ تو تیرے پاس اللہ کی نعمت اور امانت ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت سے گناہوں میں مدد لینا انتہائی کفرانِ نعمت اور اس کی سلطنت میں سب سے بڑی کشتی اور امانت میں خیانت ہے تیرے اعضاء تیری رعیت (تیرے ماتحت) ہیں تو خیال کر کہ تو کس طرح اُن کی نگہبانی کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تم سب کے سب راعی (نگہبانِ حاکم) ہو، اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں قیامت کے دن سوال کیا جائے گا“ لہٰذا واضح رہے کہ عرصہ قیامت میں تیرے تمام اعضاء تیرے خلاف گواہی دیں گے اور گواہی دے کر تجھے علی الاعلان تمام مخلوق کے سامنے سُوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَنَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ** (آج قیامت کے دن ہم ہر نگاہی کے اُن کے مونہوں پر اور ہم سے کلام کریں گے اُن کے ہاتھ اور گواہی دیں گے اُن کے پاؤں ان کاموں کی جو کچھ کہہ کرتے رہے ہیں پس تو اپنے تمام بدن کی حفاظت کر خصوصاً اپنے ساتوں اعضاء کی کہ دوزخ کے سات ہی دروازے ہیں اور ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے ایک جزو مقسوم ہے۔ اور ان دروازوں سے گذر کر جہنم میں جانے کے لئے وہی شخص متعین ہے جو ان سات اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ سات اعضاء یہ ہیں۔ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ۔ فرج (خرم گاہ) ہاتھ اور پاؤں آنکھ۔ اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ تو اندھیرے میں راستہ دیکھے۔ اور دیگر ضروریات میں اس سے مدد لے۔ اور اس سے زمین و آسمان کے عجائب مخلوقات کا مشاہدہ کرے اور اس کی نشانیوں سے عبرت پذیر ہو۔ اور اس آنکھ کو ناجحرم کو دیکھنے، خوبصورت کو نفسانی شہوت سے گھورنے، مسلمانوں کو حقارت سے دیکھنے اور ان کے عیب پر مطلع ہونے سے بچاتے۔ کان۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے نہیں بنائے کہ تو انہیں بدعت یا غیبت یا فحش، جھوٹی باتوں میں خوض کرنے یا لوگوں کی بُرائیاں سننے میں لگائے رکھے۔ بلکہ یہ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ان سے خدا کا کلام (قرآن مجید) حاشیہ ۱۰ پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی رعیت کی کہاں تک نگہبانی کی۔ (فقیر الرحمن قادری غفرلہ)

کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حدیث شریف) اور اولیاء اللہ کی باتیں سننے اور علم حاصل کرنے کے طفیل پائیدار ملک اور ہمیشہ کی نعمت (جنت) میں پہنچے۔ لیکن اگر تو نے کانوں کو بڑی باتوں کی طرف لگایا تو ثواب کے عوض گناہ، اور جو تیری کامیابی کا سبب تھا وہ ہلاکت کا باعث ہو جائے گا یہ انتہائی نقصان ہے۔ یہ گمان نہ کر کہ گناہ صرف بات کرنے والے ہی کا ہوگا سننے والے کا کچھ گناہ نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سننے والا کہنے والے کا شریک ہوتا ہے اور وہ دو میں کا ایک غنبت کرنے والا ہے۔ زبان۔ اس نے پیدا کی گئی ہے کہ تو اس سے بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ تلاوت قرآن کرے۔ لوگوں کو قرآنی تعلیمات کی طرف دعوت دے۔ اور اس سے اپنی دینی و دنیاوی ضروریات کا بیان و اظہار کرے۔ پس اگر تو نے زبان کو اسکے مقصد پیدائش کے خلاف استعمال کیا تو تو نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا کفران کیا۔ یہ زبان تجھ پر اردو دوسرے لوگوں پر بہ نسبت دیگر احصار کے زیادہ غالب ہے اور لوگ زبانوں ہی کی بدولت و دوزخ میں گریں گے۔ لہذا تو اپنی ہمت سے اس پر غلبہ حاصل کر تا کہ یہ تجھے دوزخ میں منہ کے بل نہ گرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”انسان کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے کہ یار دوست اس پر سنیں سو وہ اس کے سبب ستر برس کی دوزخ کی گہرائی میں گرے گا ہے“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص معرکہ جنگ میں شہید ہو گیا۔ کسی نے کہا مبارک ہو۔ اس کے لئے جنت ہے“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”تجھے کس طرح معلوم ہوا؟ شاید اس نے (کبھی) لایعنی بات کی ہو یا بے پروا نہ کرنے والی (یعنی معمولی سی) شے پر اس نے بخل کیا ہو“

اے عزیز! اپنی زبان کو آٹھ باتوں سے محفوظ رکھ اول۔ جان بوجھ کر بطور ہنسی مذاق جھوٹ بولنا۔ تو خود کو اس (عادت بد) کا عادی نہ بنا۔ کہ یہی عادت عہد جھوٹ بولنے کا عادی بنا دیتی ہے۔ اور جھوٹ کبیرہ گناہوں کی جڑ ہے جب تو جھوٹا مشہور ہو گیا تو تو بے اعتبار ہو جائے گا۔ تیری ہر بات ناقابل تسلیم ٹھہرے گی اور حاشہ! وعظ و نصیحت اور تبلیغ کرے راہ حق کی طرف رہنمائی کرے۔

لوگ تجھے حقارت اور ذلت سے دیکھیں گے۔ اگر تو اپنے جھوٹ کی برائی کا اندازہ کرنا چاہے۔ تو یہ دیکھ کہ تو خود کسی جھوٹ بولنے والے شخص کو کتنا بُرا جانتا اور اس سے کتنی نفرت کرتا ہے تو اس کو اس قدر حقیر جانتا ہے کہ اس کی کسی بات پر اعتبار نہیں کرتا بلکہ اسی پر دیکھ تمام برائیوں کو قیاس کر لے کہ جس بُرائی کو تو کسی دوسرے شخص میں دیکھ کر اسے بُرا جانتا ہے۔ اس بُرائی کو اپنے لئے بھی برائی ہی جان کر چھوڑ دے۔ کہ اگر وہ برائی تجھ میں بھی پائی جائے گی تو لوگ تجھ کو بھی بُرا ہی جانیں گے۔

دوئم۔ وعدہ خلافی۔ اس امر سے بچنا کہ کسی بات کا وعدہ کرے اور پورا نہ کرے بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ (از خود) عملی طور پر احسان کا برتاؤ کرتا رہے۔ کہ کچھ کہنے یا وعدہ کرنے کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ لیکن اگر تو اسے بہ امر مجبوری کوئی وعدہ کر لے تو اس وعدہ خلافی نہ کر۔ کیونکہ بلا عذر وعدہ خلافی نفاق اور بد خلقی کی علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”جس شخص میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہ منافق ہے، اگرچہ نماز روزہ ادا کرتا ہو۔ جب بات کرے جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے پورا نہ کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔“

سوئم۔ غیبت سے زبان کی حفاظت۔ غیبت، بحالت اسلام تیس مرتبہ زنا کاری سے بدتر ہے۔ حدیث میں اسی طرح آیا ہے۔ غیبت اسے کہتے ہیں کہ تو کسی کا تذکرہ کرے کہ بر تقدیر (اگر وہ یہ تذکرہ) سُن لے تو اسے بُرا لگے۔ پس غیبت کرنے والا ظالم ہے اگرچہ وہ سچی بات ہی کہہ رہا ہو۔ اور تو خود کو ”قراء المرأین“ کی غیبت سے بچا۔ وہ یہ ہے کہ تو مقصود بلا تصریح ادا کرے مثلاً (کسی کے بارے میں) یوں کہے کہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال کی اصلاح کرے کہ اس نے مجھے رنج میں مبتلا کر دیا۔

حاشیہ۔ تو پھر تو جھوٹ بول کر دوسروں کی نگاہوں میں کمزور عزت پاسکتا ہے؟ نہ حاجت مندوں کی حاجت میں پوری کر دیا کرے نہ کسی سے کسی امر میں نہ حتی المقدور اسے پورا کرنے کی کوشش کرے کہ متعلق اس کے پس پشت ایسی بات نہ کسی کے متعلق اس کی غیر جوگی میں نہ ایسی بات جو نا پسندیدہ ہو نہ یعنی جو کچھ تو کہنا چاہتا ہو گول مول بات میں کہے۔

یہ کہے کہ اس کے معاملے نے مجھے غمزہ کر دیا ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اور اس کی اصلاح کرے۔ تیرے اس طرح کہنے میں دو خباثتیں جمع ہو گئیں۔ ایک غیبت کہ اس شخص کے بارے میں بُرائی کا اظہار ہوا۔ اور دوسری اپنی پاکیزگی کا اظہار بلکہ لیکن اگر تیرے اس کہنے سے کہ ”اللہ اس کی اصلاح حال کرے“ تیرا مقصد اس کے حق میں دعا ہے تو کسی کے حق میں بھلائی کی دعا کرنا ہو تو (لوگوں کو سنا کر نہیں بلکہ) پوشیدہ طور پر کرنی چاہئے۔ اور اگر (تجھے کسی سے کوئی رنج پہنچا ہے اور تو) اس کے سبب غمزہ ہوا ہے تو اس صورت میں بھی اس کو رُخسہ کرنے اور اس کے پس پشت اس کی شکایت نہ کر لے کہ بعینہ غیبت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش نظر رکھ کر فرمایا۔ وَلَا يَخْتَبِ لِبَعْضِكُمْ لِبَعْضًا اُحِبَّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَتَاكُلَ لَحْمَ اَخِيهِ مِمَّا ذَكَرْتُمْ هُوَ طَرَا اور نہ کوئی تم میں سے دوسرے کی غیبت کرے۔ آیا کوئی تم میں سے یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس اس کو تو تم بُرا جانو گے (دیکھ! اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانا فرمایا ہے۔ پس تجھ کو لازم ہے کہ اس سے بچے اور مسلمانوں کی غیبت سے باز رہے۔ تو خود اپنے بارے میں غور کر کہ تجھ میں بھی کوئی ظاہر یا پوشیدہ عیب ہے یا نہیں؟ اور کیا تو نے بھی کھلم کھلا یا ڈھکے چھپے کبھی کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں؟ گتہ پھر جب تو خود کو عاجز، عیب دار اور گناہ گار جاننے کے باوجود یہ پسند نہیں کرتا کہ تیرے عیوب ظاہر ہوں یا تیرے گناہوں کی تشہیر ہو۔ تو اسی طرح دوسرے کو بھی حاشیہ ملے اس سے بیکر و غور ظاہر ہوتا ہے۔

حاشیہ ملے جس سے کوئی تکلیف پہنچی یا کچھ نقصان پہنچا ہے تو جگہ جگہ لوگوں کے سامنے اس کی بُرائی بیان کر کے پھرا اور اس کو بنام کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے یا تو اس سے بالمشافہ معاملہ صاف کر لینا چاہئے یا حاکم مجاز سے فریاد کر کے داد رسی کر لینی چاہئے۔ پس پشت شکایت کرنا اس کی بُرائی بیان کرنا غیبت میں داخل ہے۔

حاشیہ ملے یقیناً تجھے خود میں بہت سے عیب دکھائی دیں گے اور تیرے اپنے کئی گناہ تجھ کو شرمسار کر دیں گے (ابو الحسن قادری عفر لا)

عاجز، عیب دار اور گناہ گار جانتے ہوئے بھی اس کے عیب ظاہر نہ کر اور اس کے گناہ کی تشہیر نہ کر کہ تیری طرح وہ بھی فطرتاً عاجز ہے۔ وہ بھی تیری طرح اپنی بذامی پسند نہیں کرتا۔ اگر تو دوسرے کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے عیوب کو بھی ڈھانک دے گا۔ لیکن اگر تو کسی کو رسوا کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں تجھ پر (لوگوں کی) تیز (و طار) زبانیں مسلط کر دے گا جو تیری عزت و آبرو کو برباد کر دیں گی اس کے بعد آخرت میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب کے سامنے تجھے رسوا کر دے گا۔ اور اگر تجھے اپنے ظاہر و باطن کو ٹٹولنے کے باوجود خود میں کوئی دینی یا دنیاوی نقص عیب معلوم نہ ہو تو سمجھ لے کہ تو بڑا احمق ہے۔ اس لئے کہ اپنے عیوب سے بے خبر نہایت بڑی حماقت ہے۔ اور حماقت سے بڑا کوئی عیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر تیری بھلائی چاہتا تو تجھے اپنے عیوب دیکھ لینے کی بصیرت عطا فرما دیتا۔ پس تیرا خود کو پاک اور بے عیب سمجھ لینا نہایت درجہ کی بے وقوفی اور جہالت ہے لیکن اگر تو (کسی حد تک) اپنے گمان میں سچا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور پچھرے دوسروں کو رسوا نہ کرے ان کی عزت و آبرو برباد نہ کرے (کہ یہ صالحین کا شیوہ نہیں) یہ بہت بڑا عیب ہے۔

چہارم۔ ریاکاری، جہال اور مناقشہ (دکھا دے کے لئے نیک کام کرنا۔ اپنی جھگڑا کرنا۔ بحث مباحثہ کرنا) مناقشہ کا مطلب یہ ہے کہ مد مقابل کو بحث میں لاجواب کر کے اس کی جہالت ظاہر کرنا۔ اس پر طعن کرنا اور اسکو اذیت پہنچانا اور خود کو دانش مند، عالم اور راست باز ظاہر کر کے اپنی تعریف کرنا مقصود ہو۔ واضح رہے کہ لڑنے جھگڑنے

حاشیہ اور خود کو سب سے زیادہ گناہ گار اور بڑا سمجھنے لگنا ہے

جب تک دیکھی ہم کو کچھ اپنی خبر : رہے دیکھتے اوروں کے عیب و منہر

پڑی اپنی بُرائیوں پر جو نظر : تو نگاہوں میں کوئی بُرا نہ رہا

۱۔ پاک اور بے عیب اللہ کی ذات ہے۔ انبیاء معصوم ہیں۔ اور اولیاء اللہ محفوظ ہیں۔

۲۔ کہ تو زمرہ اولیاء اللہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ لہٰذا اس کے باوجود بھی

۳۔ بُرائیوں میں مبتلا دیکھ کر بھی۔ (فقیہ الاحسان قادری عفر)۔

سے زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ۔ اگر تو کسی بے وقوف سے لڑے جھگڑے تو وہ تجھ کو اذیت پہنچائے گا اور اگر عقل مند، صاحبِ علم سے لڑے جھگڑے تو وہ تیرا مخالف دشمن بن جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔ ”اگر کوئی جھوٹا ہوا اور جھگڑے سے دست بردار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے وسط میں مکان تیار کرتا ہے اور جو باوجود حق پر ہونے کے جھگڑے کو ترک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اعلیٰ جنت میں مکان تیار کرتا ہے۔“

یہ مناسب نہیں کہ شیطان تجھے دھوکہ دے اور کہے کہ تو حق بات کو ظاہر کر اور اس میں مداخلت نہ کر۔ (اور تو اس کے جال میں پھنس جائے) کیونکہ شیطان ہمیشہ حق کو نیکی کے موقع پر شرارت کے لئے اکساتا ہے۔ پس تو شیطان کا مضحکہ نہ بن کر وہ تیرا مذاق اڑائے۔ حق بات کے اظہار کے لئے ایسے شخص سے گفتگو کرنا مناسب ہے جو (خاص دل سے) حق کا متلاشی ہو۔ اور یہ گفتگو بھی بطور خیر خواہی تخلیہ میں ہونی چاہیے۔ نہ کہ لوگوں کا مجمع اکٹھا کر کے بحث و مناظرہ کیا جائے۔ کیونکہ نصیحت کرنے کی بھی ایک صورت وہیت ہے کہ اس میں نرمی و تلمظ کی ضرورت ہے۔ ورنہ وہ نصیحت، نصیحت بن جائے گی۔ اور اصلاح کے بجائے مزید بگاڑ پیدا ہو گا۔

عام طور پر جو لوگ علماء و فقہاء سے زیادہ میل جول رکھتے ہیں۔ ان کی طبیعت پر بحث و مباحثہ کی چاہت غالب آ جاتی ہے اور جب شرارت پسند علماء بھی ان کو ”شہ“ دے دیں تو مزید دلیر ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنی برتری منوانے کے شوق میں بات بات پر بحث و مناظرہ میں الجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے ایسا بھاگ جیسے (خونخوار) شیر سے بھاگتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ۔ لڑنا جھگڑنا اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

پہنجم۔ خود ستائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اَتَقٰی۔ ترجمہ: تو آپ اپنی جانوں کو ستھیرا نہ بناؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔ ایک شخص نے کسی حکیم سے پوچھا۔ ”بیع صدق کیا ہے؟“ جواب دیا۔ ”خود اپنی

تعریف کرنا۔ تجھے اس عادت (بد) سے بچتے رہنا چاہیے۔ کہ یہ عادت تیری وقت کھو دے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بھی ہوگی۔ اگر تو یہ جاننا چاہے کہ "خود ستانی" لوگوں میں تیری وقت کو نہیں برصاتی تو اپنے ہم عمروں کو دیکھ کہ ان میں سے جب کوئی اپنے مال، مرتبہ اور اپنی قابلیت کی بنا پر اپنی تعریف کرے تو تیرے دل پر یہ بات گراں گذرتی ہے اور تو اسے کتنا برا سمجھتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں سے اس کا ذکر کس برے انداز میں کرتا ہے۔ تو اسی سے سمجھ لے کہ۔ اگر تو بھی خود ستانی کرے گا تو تیری یہ خود ستانی لوگوں کے دلوں پر گراں گزرے گی۔ اور تجھے کتنا برا سمجھیں گے۔ اور دوسرے لوگوں سے تیرا ذکر کس برے انداز میں کریں گے۔

ششم۔ لعنت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی انسان، حیوان یا طعام پر کسی کو خاص طور پر لعنت کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ اور اہل قبلہ میں سے کسی کے شرک یا کفر یا نفاق کی یقینی شہادت دینے سے بچتے رہنا لازم ہے۔ کیونکہ دلوں کے احوال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس لئے تجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مابین معاملہ میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ تجھے جان لینا چاہیے کہ قیامت کے دن تجھ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے فلاں شخص پر کیوں لعنت نہ کی۔ اور کیوں خاموش رہا۔ بلکہ اگر تو نے اپنی عمر بھر شیطان پر لعنت نہ کی اور اپنی زبان کو اس میں ملوث نہ کیا تو تجھ سے اس بارے میں بھی باز پرس نہ ہوگی۔ لیکن اگر تو نے خدا کی مخلوق میں سے کسی کو لعنت کی تو اس کے بارے میں تجھ سے ضرور باز پرس کی جائے گی۔ تجھ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کسی بھی چیز کو برا نہ کہے۔ بے شک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی کسی چیز کی مذمت کبھی نہ فرمائی۔ بلکہ اگر چاہتے تو متنازل فرمائیے ورنہ چھوڑ دیتے۔

ہفتم۔ مخلوق پر بد دعا کرنا۔ اپنی زبان کو کسی پر بد دعا کرنے سے محفوظ رکھ۔ اگر کوئی تجھ پر ظلم کرے تو اسے خدا کے سپرد کر دے۔ حدیث میں آیا ہے کہ "مظلوم ظالم پر بد دعا کرتا ہے یہاں تک کہ اس (ظلم) کا بدلہ پورا ہو جانے کے بعد پھر ظالم کے لئے (مظلوم کی بد دعا کا) کچھ (حقوق) بچا رہتا ہے جس کا مطالبہ (ظالم) قیامت کے دن

(مظلوم سے) کرے گا، بعض لوگوں نے (اغداد کے ظالم گورنر حجاج (بن یوسف) کے بارے میں زبان درازی کی ہے۔ بعض (علمائے) متقدمین نے یہ کہا ہے کہ جس طرح حجاج سے اس کے مظلوموں کا بدلہ لے گا۔ اسی طرح حجاج کے بارے میں زبان درازی کرنے والوں سے حجاج کا بدلہ لے گا۔

ہشتم۔ لوگوں سے مزاح۔ تمسخر۔ ٹھٹھا کرنا۔ (اے عزیز!) اپنی زبان کو عذاً اس بے ہودگی سے بچا کیونکہ یہ باتیں عزت اور وقار گنوا دیتی ہیں۔ پریشان کر دیتی ہیں دلوں کو اذیت پہنچاتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے اور فساد برپا کرتی ہیں۔ دلوں میں بغض دینے غصہ اور دشمنی کا بیج بو دیتی ہیں۔ (اور اعتراف و اقارب و احباب کے باہمی تعلقات منقطع کر دیتی ہیں) لہذا تجھے چاہیے کہ تو کسی سے ٹھٹھا مذاق نہ کرے اور اگر تجھ سے کوئی ٹھٹھا مذاق کرے تو تو اس کا جواب نہ دے۔ وہاں سے مل جائے یہاں تک کہ ان کا موضوع سخن بدل جائے۔ اور تو ان لوگوں کا طریقہ اختیار کر۔ جو لغویات کو

حاشیہ ۱۔ تمسخر کے معنی ہیں۔ ہنسی اڑانا۔ ٹھٹھا کرنا۔ کسی کے پانچ ہونے۔ اندھایا کا ہونے۔ غریب

ہونے پر ہنسی اڑانا۔ کسی پیشے۔ ذات برادری، نسل، حسب و نسب کو کمتر یا ذلیل جان کر ہنسی اڑانا۔ کسی کو کسی حالت پر یا کسی گزشتہ کوتاہی، غلطی یا گناہ پر کہ جس سے وہ تائب ہو چکا ہے چھوڑ چکا ہے عذر دلانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا تَسَاءَلُوا عَن سَبَبِ**
أَن يَكُونَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا تَلْمِزُوا أَلْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ
بَلِّسُوا أَلْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ (پ ۲۶ ع ۱۳)

”اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے، ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں (صدق و اخلاص میں) اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور نہ آپس میں طعنہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ (جو انہیں ناگوار معلوم ہوں) کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں“

اور مزاح۔ خوش طبعی کو کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ مزاح مہزوح و مذہوم بھی ہے اور مستحب

محرور بھی۔ وہ مزاح جس سے کسی کی اہانت و دل شکنی ہوتی ہو، کسی کی تحقیر و ذمت اور تذلیل ہو، یا کسی بُرائی کا پہلو نکلتا ہو۔ ممنوع و مذموم بلکہ حرام ہے۔ اور جس مزاح میں فحش کلامی یا بے حیائی کی کوئی حرکت ہو، یا صرف لوگوں کو ہنسنا مقصود ہو وہ بھی قطعاً ناجائز ہے۔ احادیث مبارکہ میں ایسے مزاح کی شدید ممانعت وارد ہے۔ اور ایسا مزاح جو اگرچہ پاکیزہ اور خوش اخلاقی پر مبنی ہو۔ مگر ہر کس و ناکس سے کیا جائے اور بکثرت کیا جائے تو وہ بھی ممنوع و ناجائز ہے کہ خدا کی یاد اور دین کی تہمت پر غور و فکر سے غافل کر دیتا ہے۔ لیکن ایسا مزاح جو مذکورہ بالا خرابیوں اور بُرائیوں سے پاک ہو اور اس سے کسی کی خوشی و دل جوئی مقصود ہو یا کسی سے بے تکلفی و قلبی الفت کا اظہار اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرنا ہو جیسا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل مبارک تھا۔ تو وہ مزاح محمود و مستحب ہو گا۔ کتب احادیث و سیر سے ثابت ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے خوش طبع کھلے ملے رہتے اور ان سے مل جل کر باتیں کرتے اور ان کے ساتھ مزاح فرماتے تھے۔ مگر اس سے مقصود صرف ان کی دل جوئی اور خوشنودی ہوتی تھی۔ اگر مزاح فرماتے بھی تو کلام کا مضمون و مفہوم بھی حق اور اعلیٰ ہوتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاح مبارک کے بے شمار واقعات احادیث و کتب سیر میں مندرج ہیں۔ راقم الحروف فقیر ابوالحسن قادری عظیم نے بھی اپنی تالیف ”معین اخلاق“ حصہ چہارم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام۔ خلفائے راشدین علیہم الرضوان اور اکابرین صلحائے امت کے پاکیزہ مزاح کے بہت سے واقعات تحریر کئے ہیں شائقین چاہیں تو اس کتاب کا مطالعہ کر لیں۔ علامہ ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم الفقیہ السمرقندی الحنفی علیہ الرحمۃ کتاب تنبیہ الغافلین، بیان العارین ص ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں: وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنِّي لَا مَزَاحَ وَلَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ۔ فرمایا۔ بے شک میں بھی مزاح فرماتا ہوں اور (مزاحاً بھی) سچی بات ہی فرماتا ہوں۔ اور پھر چند روایات نقل فرمائی ہیں۔ ترجمہ۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ کا سوال کیا۔ فرمایا۔ بے شک میں تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ عطا فرماتا ہوں۔ اس شخص نے (عجب کے ساتھ) عرض کی ”میں اونٹنی کا بچہ لیکر اس پر

سودا کیونکر کروں گا؟ یہ اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اونٹ کو اونٹنی ہی جنتی ہے (کیا اونٹ کو اونٹنی نہیں جنتی ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ایک بڑھیا نے عرض کی۔ ”یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں داخل کرے۔“ فرمایا۔ بلاشبہ جنت میں تو کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔ یہ سنتے ہی وہ بڑھیا رونے لگی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی (یا رسول اللہ!) آپ نے تو اس (بے چاری) کو غم میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّا الشَّائِئُ مِمَّا تَشَاءُ فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْكَارًا مِّمَّا تَتَوَابَا ط بے شک ہم نے ان عورتوں کو (دوز قیامت) اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں، انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں۔ جوان اور ان کے شوہر بھی جوان اور جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔ یعنی سب عورتوں کو (خواہ وہ دنیا میں بچپن میں مر گیا بڑھاپے میں) نو جوان کنواریاں بنا دیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ بڑھیا خوش ہو گئی۔ اور حدیث سلمہ حضرت ابو جعفر خطمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت فرماتے ہیں کہ۔ ”ایک شخص جس کی کنیت البوعروہ تھی (یعنی عمر کا باپ) اس کو (ایک دن از روئے مزاح) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”یا ام عمرہ (اے عمرہ کی ماں) تو سنتے ہی اس شخص نے (گہرا کر) اپنے ہاتھ سے اپنے عضو مخصوص کو ٹٹولنا شروع کیا (سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے پوچھا یہ کرنے لگے؟) اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں تو یہ دیکھ رہا تھا کہ کہیں میں واقعی عورت تو نہیں بن گیا ہوں؟! (عزیزانِ گرامی! قربان جائیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایمان پر۔ ان پاکبازوں کا اس پر سختہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و انائے خیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان کہ یہ خواہ پہاڑ اٹھ جائیں۔ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات ٹل نہیں سکتی۔ یہی وجہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو۔ یا ام عمرہ کہہ کر مخاطب فرمایا تو وہ شخص گہرا کر یہ دیکھنے لگا کہ کہیں میری جنس تو تبدیل نہیں ہو گئی) تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کی تسکین کی خاطر) فرمایا میں بھی تو (بنی آدم) ہونے کے لحاظ سے بظاہر بشر ہی ہوں (کبھی کبھی) تم سے مزاح فرمالتا ہوں۔“ یعنی میں نے سنا۔ ”یا ام عمرہ“

نہیں فرمایا تھا کہ تیری جنس تبدیل ہو جاتی۔ بطور مزاح فرمایا تھا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں،
 عزیزانِ گرامی! سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوش طبعی اور مزاح آپ کے خلقِ عظیم
 ہی کا ایک روشن پہلو ہے اور آپ کی شانِ رحمۃ اللعالمین کا عظیم مظاہرہ تھا۔ چنانچہ اگر حضور اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم میں تواضع و موانست اور خوش طبعی نہ ہوتی تو کس میں تاب
 و توان اور قدرت و مجاہد ہوتی کہ آپ کے حضور بیٹھ سکتا یا آپ سے ہم کلام ہو سکتا؟ کیونکہ آپ
 میں انتہائی درجے کی حلاوت، حمیت، سطوت، عظمت اور دبیرہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم اپنی شانِ کرمی سے صحابہ کرام سے بے تکلفی کا بڑا نوکر کرتے تاکہ وہ قریب سے قریب تر
 ہو کر آپ سے فیوض و برکات سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہو سکیں۔ ”شاملِ ترمذی“ میں مروی
 ہے کہ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بدوی صحابی جنگل کے پھل اور دیہات کی ایسی نکالیں
 حضور کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا کرتے تھے جو حضور کو زیادہ پسند تھیں۔ حضور اس کی دالسی
 پر ان کو شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ زاہر سے ہمارا دوستانہ
 ہے۔ ہم اس کے شہری دوست ہیں۔ ایک دن حضور بازار تشریف لے گئے تو زاہر کو کھڑا دیکھا
 وہ سبزی بیچ رہے تھے۔ حضور نے پیچھے سے اُن کی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ مبارک رکھ
 دیئے اور اپنی جانب کھینچا اور لپٹا لیا۔ اور اپنا سیدہ اقدس اُن کی پشت سے ملا دیا۔ وہ بولے
 ”کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو“ پھر جب پہچان لیا کہ حضور ہیں تو اپنی پیٹھ کو اوڑھ کر اس کے ساتھ
 بغرض تبرک حضور کے سینہ النور سے لپٹنے لگے۔ پھر حضور نے ذرا بلند آواز سے فرمایا۔
 ”کوئی ہے جو اس غلام کو خریدے؟“ وہ بولے ”حضور آپ نے مجھے کھڑا اور کم قیمت مال تصور
 کر لیا ہے؟“ فرمایا۔ ”تم اللہ کے نزدیک تو کھوٹے نہیں ہو اور نہ کم قیمت۔ بلکہ گرامی ہا ہو۔“
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انتہائی شفت اور کریمانہ اخلاق کے پیش نظر شمعِ ریت
 کے پر دلنے صحابہ کرام بھی بارگاہِ رسالت مآب میں حسب موقع گاہے گاہے مزاح کی کوئی بات
 کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابنِ ماجہ اور حاکم - روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھجوریں تناول فرما رہے تھے کہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حاضر بحضور ہوئے اور کھجوریں کھانے لگے۔ صہیب رومی آشوبِ چشم میں مبتلا تھے ایک آنکھ
 دکھ رہی تھی اور سرخ تھی۔ حضور نے فرمایا تم باری آنکھ دکھ رہی ہے اور پھر کھجوریں کھاتے ہو؟

حضرت مصیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برحسبہ جواباً عرض کی۔ ”یا رسول اللہ! جس طرف کی آنکھ دکھتی ہے اُس طرف سے نہیں بلکہ دوسری طرف (کے دانوں) سے کھا رہا ہوں؟“ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر متبسم ہو گئے۔ خوشی میں مسکرانے لگے، ”تو ثابت ہوا کہ شائستہ مزاج سنت و مستحب ہے نہ کہ معیوب و ممنوع۔“
(فقیر الاحسان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ)

دیکھیں تو کرمیانا انداز سے گزر جاتے ہیں (ان لغویات میں مشغول نہیں ہوتے) یہ زبان کی آفتیں ہیں۔ تو ان آفتوں سے اس طرح بچ سکتا ہے کہ گوشہ نشین ہو جائے اور ضروری گفتگو کے سوا خاموش ہو رہے۔ (لا یعنی باتوں میں نہ پڑے) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان کو غیر ضروری گفتگو سے بچنے کی خاطر منہ میں پتھر رکھ لیا کرتے تھے۔ اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ ”تمام مصیبتوں میں مجھے اسی (زبان) نے مبتلا کیا ہے“ پس تجھے لازم ہے کہ تو زبان کی آفتوں سے بچتا رہے۔ کہ دین و دنیا میں تیری ہلاکت کا قوی سبب یہی زبان ہے۔

آفاتِ شکم

اے عزیز! اپنے پیٹ کو حرام اور مشتبہ طعام سے بچا اور رزقِ حلال کی طلب میں جدوجہد کر لے پھر حاصل شدہ حلال روزی سے بھی پیٹ بھر کر نہ کھا دل کو سخت، ذہن کو گند، حافظہ کو کمزور، عبادت گزاری میں گرانی اور حصولِ علم میں مستی پیدا کرتا ہے۔ شہوتِ حاشیہ لہ حضرت شاہ شرف الدین ابو علی قلندر قدس سرہ فرماتے ہیں یہ

گر خوری یک لقمہ از وجبہ حلال نورد تا بد بردل از ہر کمال

اگر تو حلال ذائقے سے کماٹی ہوئی روزی میں سے ایک لقمہ کھا گے تو تیرے دل پر کمال کھریج (اللہ تعالیٰ) کا نور چمکے گا

گر شوی از لقمہ شیبہ نفیر نفس را سازی بفضیل حق آسیر

اگر تو مشتبہ لقمے سے بچے گا تو اللہ کے فضل سے نفسِ امارہ کو قید کر لے گا

نفسانی کو ابھارتا۔ اور شیطانی حرکتوں میں مددگار ہوتا ہے۔ (اب اس پر غور کر کہ)
 جب حلال روزی سے شکم پر پی سب شرارتوں کی جڑ ہے تو حرام خوری کا کیا حال ہوگا؟
 حلال روزی کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حرام روزی استعمال کرتے ہوئے عبادت
 کرنا اور علم حاصل کرنا۔ نجاست پر بنیاد رکھنے کے مثال ہے۔ اگر تو نے سال بھر گارھے
 (موٹے کپڑے) کے ایک کرتے اور صبح شام بے چھنے آئے کی دو روٹیوں پر قناعت
 کر لی اور عمدہ ولذیذ کھانوں کی طمع نہ کی تو بقدر کفایت حلال روزی تجھے محتاج نہ
 رہنے دے گی۔ اور حلال روزی بہت ہے۔ تجھ پر لازم نہیں تو زیادہ چھان بین
 کرتا پھرے بلکہ لازم یہ ہے کہ جس کے متعلق علم ہو کہ یہ حرام ہے یا علامات کے تحت
 اس کے حرام ہونے کا گمان غالب ہو اس سے پرہیز کرے۔ علامات کے تحت حرام ہونے
 کا گمان غالب ہونے کی مثال یہ ہے کہ بادشاہ یا اس کے عمال۔ افسران حکام کا مال ہو یا
 ایسے شخص کی کمائی جو لوہہ خوانی۔ شراب فروشی، سودی کاروبار یا مزامیر، ساز باجوں سے گلے
 بجانے پر مشغول ہو جب یہ یقین ہو کہ کمانے والے کی اکثر آمدنی ایسے حرام ذرائع سے کمائی

گذشتہ سے پیوستہ
 دل متور و روشن ز نور آئینہ دار پر تو انداز در آئینہ نگار
 آئینہ کے مانند دل نور سے روشن ہو جائے گا۔ دل کے آئینہ میں محبوب جلوہ گر ہو جائے گا۔
 بہر طاعت لغتہ باید حلال تا نیفزاند شراب و ملال
 طاعت الہی کے لئے لغتہ حلال چاہئے۔ تاکہ تیری محرمہ کاری و ملال نہ بڑھائے
 لغتہ شیعہ جو اندر در شکم قوت او می کند سر رشتہ شکم
 جب مشتبہ لغتہ پیٹ میں پڑتا ہے اس کی توانائی اصل مدعا کو کم کر دیتی ہے۔
 حاشیہ: لے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام خورد و خفص کا ذکر فرمایا۔ کہ یطیل السفہ
 اشعث اغبر یمد ید بہ الی السماء یارب یارب و مطعہ حرام و مشربہ حرام و
 ملبسہ حرام و غذی بہ بالحر و قاناً یستحب لیل اللہ ۱۰ رواہ مسلم (مشکوٰۃ) بولہا سفر
 کر کے پرگندہ حال خبار اورد جو کر اللہ کے گھر پہنچ کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر اسے میرے رب۔
 اسے میرے رب پکارتا ہے اور حلال نکراس کا کھانا حرام کا ہے اس کا پینا حرام کا ہے اور اس کا بہنا حرام کا ہے
 اور حرام کی غذا ہے پلائے تو اس کے سب اس کی دعا کہاں مقبول ہوگی؟ یعنی حرام کمائی والے کی دعا قبول
 نہیں کی جاتی۔ نیز سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا تدخل الجنة لجمہ "نبئت من
 الشحوت و کل و لجمہ نبئت من الشحوت کانت الشحوت اولیٰ بہ (احمد و دارمی بیہقی) (مشکوٰۃ)
 جو گوشت (جسم) حرام خوری سے پلا ہو جنت میں نہ جائے گا۔ اور حرام خوری سے پلے ہوئے گوشت
 (جسم) کے لئے (جہنم کی) آگ ہی زیادہ لائق (مناسب) ہے۔
 حاشیہ: عارف باللہ ابو موسیٰ قلندر قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

بر تو شمت ہے رسد سے بے خبر پس چرا قانع نہ ای بر خشک وتر
 اسے بے خبر! تیری شمت کا رزق تجھے بہر حال پہنچ کر پہنچا ہے تو پھر تو جو خشک وتر تجھے حاصل ہے
 اس پر کیوں قناعت نہیں کرتا؟
 سے بر سر خوان قناعت دست زدن تانا با شد دست ہر فرماں شکن
 تو خوان قناعت پر قائم رہ تاکہ تجھے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی قوت (تجت) حاصل نہ ہو سکے۔ ۱۰ نیز

گئی ہے۔ تو اس صورت میں اس کے ہاتھ سے اگر تو کچھ (صدقات خیرات وغیرہ سے) لے گا تو وہ حرام ہی ہوگا۔ ایسے اشخاص خواہ وہ حلال سے ہی حاصل شدہ آمدنی سے کچھ دیں تو بھی حرام ہی ہوگا۔ اس لئے کہ ان کی کمائی کے متعلق گمان غالب ہے کہ وہ حرام کمائی والے ہیں۔ اس کے علاوہ مال وقف کو بلا شرط واقف کھانا حرام محض ہے مدرسہ کی آمدنی سے غیر طالب علم کو کچھ لینا بھی حرام ہے۔ اور جو کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہو جس سے اس کی گواہی مردود ہو وہ جو کچھ کہ وقف وغیرہ سے صوفیا کے نام سے لے وہ بھی حرام ہے۔ ہم نے ”احیاء العلوم کے کتاب المفرد میں داخل شبہات اور حلال و حرام کو بیان کر دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کر لینا چاہیے کیونکہ حلال کی پہچان اور اس کی طلب ہر مسلمان پر پانچوں نمازوں کی طرح فرض ہے۔

شرم گاہ۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے محفوظ رکھ اور ایسا بن جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ يَرْضَوْهَا فِئْتُونَ إِلَّا عَلَىٰ آزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ۔ اور وہ جو اپنی منکوحہ بیویوں اور (شرعی) لونڈیوں کے سوا اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ان پر کچھ ملامت نہیں۔ اور جب تک تو اپنی آنکھ کو بد نظری اور دل کو فحش خیالات اور پیٹ کو حرام اور مشتبہ غذا سے اور حلال روزی سے شکم پر پی سے نہ بچائے اپنی شرم گاہ کو حرام کاری سے محفوظ نہ رکھ سکے گا۔ کیونکہ یہ چیزیں شہوت کی محرک اور اس کا پودا لگانے والی ہیں

دونوں ہاتھ۔ اسے عزیز! تو اپنے ہاتھوں کو کسی مسلمان کو زبرد کو ب کرنے کسی حرام چیز کو چھونے پکڑنے۔ یا مخلوق کو ایذا پہنچانے یا ان کے ذریعہ امانت

گزشتہ سے ہوستہ۔ عارف حق مولانا رومی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ہیں تو کل کن ملزاں پاؤ دست رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست

توکل اختیار کر، بے صبری میں کانپ نہیں اس لئے کہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے عاشقہ لے رشوت لینے والے کے مال کا بھی یہی حکم ہے۔

(فقیر ابوالحسن قادری عفری)

میں خیانت کرنے یا کوئی ناجائز تحریر لکھنے سے محفوظ رکھ۔ جو بات زبان سے کہتا جائے
نہیں اسکا لکھنا بھی جائز نہیں۔ قلم بھی ایک زبان ہی ہے۔ لہذا اس سے بھی ایذا
رسانی یا غش و ناجائز تحریر لکھنے سے پرہیز لازم ہے۔

پاؤں۔ ان کو حرام کاموں کی طرف چلنے سے محفوظ رکھ اور ظالم بادشاہ (وحکام) کے
دروازے پر جانے سے احتراز کرے کہ ان کے پاس بلا ضرورت جانا ظلم اور گناہ کبیرہ ہے
اس لئے کہ اس سے ظالموں سے تواضع کرنا اور ان کا اکرام ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
اس سے احتراز کا حکم فرمایا ہے۔ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْكُمُوا النَّارُ
الْآبِيَةِ۔ یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تم جہنم کی آگ میں پڑو گے۔ اور ان سے
طلب مال بھی حرام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”جس نے صالح
(نیک) مالدار کی اس کی مال داری کی وجہ سے تواضع کی تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہا“
یہ تو صالح غنی کا حال ہے پھر ظالم غنی کی نسبت تیر کیا خیال ہے؟

خلاصہ کلام۔ اے عزیز! اعضاء کے ساتھ حرکت و سکون کرنا تجھ پر اللہ تعالیٰ
کی ایک نعمت ہے۔ پس تو کسی عضو کو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں حرکت نہ دے بلکہ تو
اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رکھ اور یاد رکھ! کہ اگر تو نے اس میں
کو تاہی کی تو تجھ پر اس کا وبال پڑے گا۔ اور اگر تو اس میں مستعد رہا تو تجھے اس کا ثمرہ
ملے گا۔ اور یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ادنیٰ سے اعمال سے بے نیاز ہے۔ ہر ایک نفس
اپنے کسب میں بندھا ہوا ہے۔ اور اس قول سے بھجرا رہ کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔
گناہ گاروں کے گناہ بخش دیتا ہے۔ کیونکہ یہ قول بجائے خود تو ٹھیک ہے لیکن اس
بات پر مغرور ہو کر گناہ کرنا ٹھیک نہیں۔ ایسا شخص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
ارشاد کے مطابق احمق ہے حضور کا ارشاد ہے۔ ”عاقل وہ ہے جس نے نفس کو اپنا غلام بنا
لیا۔ اور مابعد موت کے لئے عمل کیا۔ اور احمق وہ ہے جس نے خود کو خواہشات
نفسانی کے تابع کر دیا اور خدا تعالیٰ سے طرح طرح کی تمنائیں کرنے لگا۔“ جاننا چاہئے
کہ تیرا یہ کہنا اس شخص کے کہنے کی مثل ہے کہ جو علم دین میں فقیہ بننے کا خواہش مند

تو یہ لیکن علم حاصل کرنے میں محنت و کوشش کرنے کے بجائے یہودیوں میں وقت ضائع کرتا ہے اور یوں کہتا رہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور اس پر قادر ہے کہ جو علوم اس نے انبیاء و اولیاء کے دلوں میں براہ راست ڈال دئے تھے وہ علوم میرے دل میں بھی بلا مشقت و محنت ڈال دے۔ اور تیرا یہ کہنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص مال و دولت حاصل کرنا چاہتا ہو۔ لیکن زراعت، تجارت، کسب چھوڑ کر بیکار رہے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ کریم و رحیم ہے اسی کے قبضہ میں آسمان و زمین کے تمام خزانے ہیں۔ وہ قادر ہے کہ کسی خزانے پر مجھے مطلع کر دے جس کے سبب میں کمائے سے بے پروا ہو جاؤں، بے شک اس نے اپنے بعض بندوں کے لئے ایسا ہی کیا ہے۔ سو جب تو ان دونوں شخصوں کی بات سنے گا تو ضرور ان کو احمق سمجھے گا اور مسخرہ بن خیال کرے گا اگرچہ اُن کا بیان یہ کہ اللہ تعالیٰ کریم و قادر ہے۔ سچ اور حق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تجھ پر بھی دین میں بصیرت رکھنے والے نہیں گے جب کہ تو بغیر سعی و کسب کے طالب مغفرت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى**۔ انسان کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے کمایا ہے۔ **نیز إِنَّمَا تُجْنُونَ مَالَكُمْ تَعْمَلُونَ**۔ یعنی اسی کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے ہو۔ نیز فرمایا۔ **إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ**۔ ط یعنی نیک لوگ جنت میں اور بدکار جہنم میں ہوں گے۔ سو جب تو علم اور مال کی طلب میں اس کے کرم پر اعتماد کر کے سعی کو ترک نہیں کرتا۔ اسی طرح تجھے آخرت کا توشہ اختیار کرنے میں سعی کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہ خیال نہ کر کہ دنیا و آخرت کا مالک ایک ہی ہے اور وہ دو جہان میں کریم و رحیم ہے اس کا کرم تیری طاعت کے سبب زیادہ نہ ہو گا۔ اس کا کرم تو یہی ہے کہ اگر تو چند روز شہوت ترک کرنے پر صبر کرے گا تو وہ (ابد الابد کے لئے) تیرے لئے جنت میں پہنچنے کا راستہ آسان کر دے گا۔ یہ اعلیٰ درجہ کا کرم ہے۔ تو یہود وہ بے کار لوگوں کی ہوس کا دل میں خیال نہ کر۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ اور عقلمندوں کی پیروی کر۔ اور یہ خیال نہ کر کہ تو کچھ کاشت کئے بغیر ہی فصل کاٹ لے گا۔ کاش! اسی شخص کی مغفرت ہو جائے جو

روزے رکھنا نمازیں پڑھنا اور جہاد کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ پس مناسب یہی ہے کہ تو ان مذکورہ بالا امور سے اپنے ظاہری اعضاء کو محفوظ رکھے۔ اور ان اعضاء کے اعمال قلب کی صفات مترشح ہوتے ہیں۔ سو تو اگر اعضاء ظاہری کو محفوظ رکھنا چاہے تو تجھے دل کی طہارت لازم ہے کہ وہ تقوٰائے باطنی ہے۔ دل گوشت کا ایک ٹوٹھرا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اس لئے دل کی اصلاح میں مشغول ہوتا کہ اس کے سبب سارے اعضاء اصلاح پا جائیں۔

دل کی معصیتوں کا بیان

جاننا چاہیے کہ دل کی صفات مذمومہ بہت سی ہیں اور دل کا صفات ذیلہ سے پاک کرنا بہت مشکل۔ اور اس کے امراض و علاج دقت طلب ہے لوگوں کی غفلت اور دنیاوی تھمیلوں میں مصروفیت کے باعث اس کے امراض و علاج کی طرف سے توجہ بالکل ہٹ چکی ہے۔ ہم نے اگرچہ اس کا مکمل بیان کتاب احیاء العلوم کے ربع مہلکات اور ربع منجیات میں مفصل کر دیا ہے۔ تاہم یہاں بھی ہم تجھے دل کی تین ایسی خباثتوں سے آگاہ کر دیتے ہیں جو اس دور کے متقیوں میں اکثر پائی جاتی ہیں تاکہ تو ان سے بچا رہے۔ یہ تینوں خباثتیں بذات خود مہلک اور دیگر تمام خباثتوں کی جڑ ہیں۔ اول ”حسد“ دوم ”ریا“ سوم ”خود پسندی“ تو ان تینوں خباثتوں سے اپنے دل کو پاک کرنے کی کوشش کر۔ اگر تو اس پر قادر ہو گیا تو باقی ماندہ خباثتوں سے بچنے کی ترکیب تجھے ربع مہلکات سے معلوم ہو جائے گی اور اگر تو یہ نہ کر سکا تو دیگر خباثتوں سے بھی نہ بچ سکے گا۔ یہ گمان نہ کر کہ تو نے تحصیل علم کے زمانے میں نیک نیتی کے

سبب سلامتی حاصل کر لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین

چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ۱۔ شیخ (بخیلی۔ کنجوسی۔ حرص) جس کی اطاعت کی

جاتے (یعنی بخیلی۔ کنجوسی۔ حرص کو اختیار کر لیا جائے) ۲۔ خواہش اتباع کی گئی

(یعنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا) ۳۔ خود پسندی۔ واضح رہے کہ حسد،

شیخ کا ایک شعبہ ہے۔ کیونکہ بخیل وہ ہے جو اپنے قبضہ کی چیز کو دوسرے پر دریغ

رکھے۔ (اپنا مال خود دکھائے خود پر خرچ کرے دوسرے ضرورت مندوں کو محروم رکھے) اور شیخ وہ ہے جو خدا کی نعمتوں کو اس کے بندوں پر دریغ رکھے باوجودیکہ وہ خدا کے خزانہ قدرت میں ہیں نہ کہ اس کے خزانہ میں۔ پس شیخ بخل سے بھی بدتر ہے۔ "حاسد" وہ ہے کہ جس کو کسی دوسرے پر اللہ تعالیٰ کے خزانہ قدرت میں سے عطا و انعام گراں گزرے۔ یعنی۔ اللہ تعالیٰ کسی کو علم سے نوازے یا مال و دولت اور عز و جاہ یا کوئی فضیلت بھی عطا فرمائے تو بخل بھجن جائے اور یہی چاہے کہ اس سے یہ نعمت چھین جائے۔ خواہ اس کو خود کوئی فائدہ بھی حاصل نہ ہو۔ یہ انتہا درجہ کا جُبْت ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسد نیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو" حاسد ایسے عذاب میں ہے کہ اس پر رحم نہیں اور دنیا میں ہمیشہ گرفتار عذاب ہے۔ کیونکہ دنیا میں بھی ایسا موقع نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہم عصروں اور جان بچان والوں میں سے کسی ایک پر علم یا مال یا عز و جاہ کا انعام نہ کرتا ہو۔ پس وہ دنیا میں مرتے دم تک ہمیشہ گرفتار عذاب رہتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب نہایت دشوار اور بہت بڑا ہے۔ بندہ حقیقتِ ایمان تک نہیں پہنچتا جب تک کہ مسلمان بھائی کے لئے وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ بلکہ لائق تو یہ ہے کہ اُن کی خوشی اور رنج میں شامل حال رہے۔ مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں کہ ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور ایک جسم کی مانند ہیں کہ جب ایک عضو درد مند ہوتا ہے تو باقی اعضاء بھی درد مند ہو جاتے ہیں پس اگر تو اپنے دل میں یہ بات نہ پائے تو تیرے لئے نہایت ضروری ہے کہ تو ہلاکت سے بچنے کی تدبیر کرے۔ "ریا" ایک شرکِ خفی ہے اور ریا کار دو شرکیوں میں کا ایک ہے ریا کار کا مطلب یہ ہے کہ تو لوگوں کو دکھانے اور اپنی تشہیر کے لئے نیک کام کرے۔ تاکہ اُن کے دلوں میں تیری قدر و منزلت پیدا ہو اور تو دنیوی مفاد حاصل کر سکے۔ حُبِ جاہ ایک ایسی مذموم خواہش ہے جس کے حصول کی خاطر بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

حاشیہ: یعنی رفاہ عام کی ایسی اشیاء جو سب لوگوں کے لئے ہیں مثلاً ہوا۔ پانی۔ دھوپ۔ آگ وغیرہ بھی دوسروں کے استعمال میں آنے نہ دینا۔ رکاوٹ ڈالنا نیز مال و زر کا اتنا تر لیں و تنگ دل نہ خود دکھائے نہ دوسروں کو دکھلائے۔ نہ خود پر خرچ کرے نہ کسی دوسرے پر (ابو الحسن قادری غفرلہ)

ایسے لوگ اگر اپنا محاسبہ کریں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ جو عبادات و علمی کام بلکہ اعمال عادیہ کرتے ہیں ان میں ریار کا جذبہ کار فرما ہے۔ نام و نمود کی خواہش کے تحت کر رہے ہیں۔ اور ان کے تمام نیک اعمال ضایع ہو رہے ہیں کیونکہ ”ریار“ اعمال کو برباد کر دیتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن ایک شہید کو جہنم کا حکم دیا جائے گا وہ عرض کرے گا: ”اے میرے رب! میں تیری راہ میں شہید ہوا۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا (تو جھوٹا ہے) تیری نیت تو یہ تھی کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو انہوں نے تجھے ایسا ہی کہا اور تو نے اپنا مقصد پایا۔“ اسی طرح عالم، حاجی اور قاری سے (جو ریار میں مبتلا تھے) کہا جائے گا (اور انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا) الغرض خود پسندی، تکبر، غرور یہ بہت سخت بیماریاں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خود کو عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھے۔ (خود کو معزز و معظم جانے) اور دوسروں کو حقارت و ذلت کی نگاہ سے دیکھے (خود سے کمتر جانے) اور زبان سے اپنی خوبیاں بیان کرتا پھرے۔ اور اپنی بڑائی جتائے۔ جیسا کہ شیطان مردود نے کہا تھا۔ اَنَا خَيْرُ مَنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ^ط۔ (یعنی میں آدم سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کوٹی سے) اور اس (خود فریبی) کی بنا پر وہ چاہتا ہے کہ مجلسوں میں وہ نمایاں بلند مقام پر بٹھایا جائے۔ سب سے پہلے اس کی بات سُنی جائے اور سب پر اس کی بات کو فوقیت دی جائے اور اس کی کوئی بات رد نہ کی جائے۔ پس جو شخص خود کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بہتر (اور برتر) سمجھے وہ متکبر ہے۔ حالانکہ درحقیقت بہتر و برتر وہی ہے جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بہتر و برتر قرار پائے۔ پس تیرا یہ سمجھ لینا کہ تو دوسروں سے بہتر ہے۔ سراسر جہالت و حماقت ہے۔

تیرے لئے مناسب یہی ہے کہ تو ہر ایک کو خود سے بہتر و برتر جانے۔ اگر کسی کم عمر کو دیکھے تو کہے کہ اس کے گناہ بہت کم ہوں گے۔ (چونکہ میری عمر زیادہ ہے اس لئے) میرے گناہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ لہذا یہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور بڑے کو دیکھے تو کہے کہ اس نے مجھ سے زیادہ عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و فرماں برداری کی ہے لہذا یہ مجھ سے کہیں زیادہ بہتر و افضل ہے۔ اگر کسی عالم کو دیکھے تو کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ نعمت

عطا کی ہے جس سے میں عاری ہوں۔ یہ علم کی بدولت اس مرتبہ تک پہنچ گیا جہاں میں نہ پہنچ سکا۔ یہ عالم ہے، میں جاہل ہوں میں اس کی برابری کیوں کر کر سکتا ہوں۔ اور اگر کسی جاہل کو دیکھ تو کہے کہ اس نے جہل و بے علمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوگی اور میں جان بوجھ کر نافرمان ہوں سو مجھ پر خدا کی حجت پورے طور پر ہے۔ نہ معلوم کہ میرا کس طرح خاتمہ ہوا اور اس کا کس طرح پر۔ اور اگر کافر کو دیکھ تو دل میں یہ خیال کرے کہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ اس کو اللہ تعالیٰ اسلام کی دولت سے نواز دے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور اسلام کی بدولت اس کے سارے گناہ بخش دئے جائیں۔ لیکن میرا کیا پتہ کہ کیا حال ہو۔ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے گمراہ کر کے کافر بنا دے اور بُرائی پر میرا خاتمہ ہو۔ (نعوذ باللہ من ذالک) تو ممکن ہے یہ کافر بروز قیامت اللہ کے مقربین سے ہو جائے اور میں عذاب میں مبتلا کر دیا جاؤں۔ پس اگر تو اپنے لئے یہی طرز اختیار کرے تو تیرے دل سے تکبر و غرور کا مرض دور ہو سکتا ہے۔ لہذا تجھے اسی امر پر قائم رہنا چاہیے کہ افضل و برتر وہی ہے جو عند اللہ افضل و برتر قرار پائے۔ اور یہ امر خاتمہ پر موقوف ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ کس کا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ اگر تو اس پر دھیان دے گا تو تجھے اپنے خاتمہ کا خوف تکبر سے بچالے گا۔ تو اس پر گھمٹ نہ کر کہ تو بڑا نیک پارسا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تو آئندہ بھی اسی اچھی حالت پر رہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے کچھ پتہ نہیں کہ آئندہ کیا کر دے۔ جسے چاہے ہدایت دیدے اور جسے چاہے گمراہ کر دے حسد۔ تکبر۔ ریا۔ اور خود پسندی کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ ان میں سے تیرے لئے یہی ایک حدیث کافی ہوگی کہ۔ حضرت ابن المبارک علیہ الرحمۃ اپنی اسناد سے ایک راوی کی روایت بیان فرماتے ہیں۔ راوی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی۔ ”اے معاذ! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہو“ راوی کا بیان ہے کہ میری یہ بات سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر روئے کہ میں نے خیال کیا کہ اب یہ رونے سے باز نہ آئیں گے۔ (یعنی بہت دیر تک روتے رہے) جب وہ چپ ہوئے تو فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”اے معاذ! میں تجھے ایک ایسی بات بتانا ہوں کہ اگر تو نے اسے یاد رکھا تو خدا کے یہاں تجھے نفع دے گی۔ اور اگر تو نے اسے فراموش کر دیا اور اس پر عمل نہ کیا تو خدا کے حضور قیامت کے دن تیری حجت منقطع ہو جائے گی۔ معاذ! بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا کئے اور ان میں سے ہر فرشتے کو ایک ایک آسمان پر دربان مقرر فرمایا۔ کراما کا تبین (کسی) بندے کے صبح سے شام تک کئے ہوئے اعمال جو نورِ آفتاب کی مانند چمکتے ہوتے ہیں پہلے آسمان تک لے کر چڑھتے ہیں۔ حالانکہ وہ فرشتے ان اعمال کو پاکیزہ اور کثیر سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن دربان کا تبین کرام سے کہتا ہے۔ یہ اعمال لے جا کر اسی شخص کے منہ پر مار دو جس نے یہ کئے ہیں، میں غیبت کا فرشتہ ہوں۔ مجھے خدا کا حکم ہے کہ لوگوں کی غیبت کرنے والے کا عمل آگے نہ جانے دوں!“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پھر کسی دوسرے بندے کے اعمال کا تبین کرام لے کر چڑھتے ہیں جن کو وہ نیک اور کثیر سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو وہاں کا دربان کہتا ہے: ”ٹھہر جاؤ! یہ اعمال واپس لے جا کر اسی کے منہ پر مار دو جس نے یہ اعمال کئے ہیں۔ اس نے ان اعمال سے دنیاوی مال کمانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایسے شخص کے اعمال آگے نہ جانے دوں کہ یہ شخص مجلسوں میں لوگوں پر فخر کیا کرتا ہے اور میں فخر کا فرشتہ ہوں!“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کراما کا تبین (ایک اور) بندے کے عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں جو نور کی مانند چمک رہے ہوتے ہیں۔ یعنی خیرات، نماز روزے جنہیں کا تبین کرام نہایت عمدہ اور اچھے سمجھتے ہیں۔ جب تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو اس کا دربان کہتا ہے: ٹھہرو! اور یہ اعمال لے جا کر کرنے والے کے منہ پر مارو، میں تجبر کا فرشتہ ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کا عمل آگے نہ جانے دوں کہ یہ شخص مجالس میں لوگوں پر تکبر کیا کرتا ہے!“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کا تبین کرام۔ ایک اور بندے کے اعمال تسبیح، نماز، روزہ، حج و غیرہ لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور وہ دشمن ستارے کی مانند چمکتے دکتے ہوتے ہیں یہاں تک کہ

جب چوتھے آسمان تک پہنچتے ہیں تو وہاں کا دربان کہتا ہے۔ ”ٹھہرو! یہ عمل کرنے والے کے منہ، لُپشت اور پیٹ پر لے جا کر مار دو۔ میں خود پسندی کا فرشتہ ہوں، مجھے خدا کا حکم ہے کہ اس کا عمل آگے نہ جانے پاتے اس لئے کہ یہ شخص عمل کر کے اس میں خود پسندی کو داخل کر دیتا ہے۔“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”کراما کا تبین ایک بندہ کے اعمال لے کر بائیں آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ وہ اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ گویا وہ ایسی دہن ہیں جو پاک صاف اپنے شوہر کے پاس شب زفاف پہنچتی ہے۔ وہاں کا دربان کہتا ہے۔ ”ٹھہر جاؤ! یہ اعمال لے جا کر اسی شخص کے منہ پر مار دو اور اس کے کندھے پر رکھ دو۔ میں حسد کا فرشتہ ہوں۔ یہ شخص علم سیکھنے اور اپنے جیسے عمل کرنے والے پر حسد کیا کرتا ہے۔ اور جو کوئی خوش حال دکھائی دیتا اس پر حسد کرتا اور عیب جوئی کرتا پھر تباہ ہے۔ مجھے خدا کا حکم ہے کہ اس کا عمل آگے نہ جانے پاتے۔“ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے کے اور عمل نماز، زکوٰۃ، حج، عمرہ، جہاد اور روزے جو چاند کی مانند چمکتے ہوتے ہیں کا تبین کرام انہیں لے کر چھٹے آسمان تک جاتے ہیں تو ان سے وہاں کا دربان کہتا ہے۔ ”ٹھہر جاؤ اور یہ اعمال اُسی کے منہ پر مار دو کہ یہ خدا کے بندوں پر جو بلا یا بیماری میں گرفتار ہوتے تھے یہ ان پر رحم نہیں کرتا تھا بلکہ خوش ہوتا تھا۔ میں رحم کا فرشتہ ہوں، مجھے خدا کا حکم ہے کہ اس کا عمل آگے نہ جانے پاتے۔“ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”کراما کا تبین بندے کے دیگر عمل یعنی نماز، روزہ، صدقہ، خیرات، جہاد اور تقویٰ جن کی آواز شہد کی مکھی سی اور روشنی آفتاب کی سی ہوتی ہے مع تین ہزار فرشتوں کے ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں تو ان سے وہاں کا دربان کہتا ہے۔ ”یہ عمل اس کے کرنے والے کے منہ اور اعضا پر مار دو اور اس کے دل پر قفل لگا دو۔ وہ عمل جو خدا کے لئے نہ کیا گیا ہو میں اس کو آگے جانے سے روک دیتا ہوں۔ اس شخص نے اپنے اعمال سے غیر اللہ کا ارادہ کیا تھا۔ یعنی فقہاء میں رفعت اور علماء میں تذکرہ اور مملکوں میں شہرت کی خاطر یہ اعمال کئے تھے۔ مجھے خدا کا حکم ہے کہ اس کا کوئی عمل آگے نہ جانے پاتے۔ جو عمل خالص خدا کے لئے نہ ہو وہ ریا ہے۔ خدا تعالیٰ ریا کرنے والے کا عمل قبول نہیں کرتا۔“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کاتین کرام بندے کے اعمال یعنی نماز، زکوٰۃ، روزے، حج، عمرہ، حسنِ خلق، خاموشی اور خدا کا ذکر لے کر اور چڑھتے ہیں ان کے ہمراہ سات ہزار فرشتے ہوتے ہیں یہاں تک کہ تمام حجابات طے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اس کے نیک عمل اور خلوص کی شہادت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تم بندے کے عمل لکھنے والے ہو اور میں اس کے دل کا نگہبان ہوں کہ اُس نے یہ عمل میرے لئے نہیں بلکہ کسی اور کے لئے کئے ہیں۔ اس پر میری پھٹکار“

سب فرشتے کہتے ہیں۔ اس پر تیری لعنت اور ہاری بھی۔ اس پر ساتوں آسمان اور ان کے تمام رہنے والے لعنت کرتے ہیں“ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں معاذ میری نجات کیوں کر ہوگی؟“ فرمایا: ”میری اقتدار کر اگرچہ تیرے عمل میں نقص ہو۔ اے معاذ! اپنی زبان کو اپنے بھائی حافظِ قرآن کی عیب چینی سے محفوظ رکھ۔ اپنے گناہ اپنے نفس پر لاؤ۔ نہ کہ دوسروں پر۔ خود کو بے قصور ظاہر کر کے ان کی مذمت نہ کرے خود کو ان پر فوقیت نہ دے۔ آخرت کے عمل میں دنیاوی اغراض کو شامل نہ کر۔ اور مجلس میں مجبور نہ کر کہ لوگ تیری بخلقی سے خوف کھائیں اور کسی کی موجودگی میں کسی دوسرے سے سرگوشی نہ کر اور لوگوں پر بُرائی (برتری) کا خواہاں نہ ہو۔ ورنہ تجھ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی منقطع ہو جائے گی۔ طعن و تشنیع سے لوگوں کی چیر بھار نہ کر۔ ورنہ قیامت کے دن دوزخ میں جہنم کے کتے تیری چیر بھار کریں گے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالنَّاشِطَاتِ لَاشُطَّ۔ اے معاذ! آیا تو جانتا ہے کہ وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کیا ہیں؟“ فرمایا: ”وہ دوزخ کے کتے ہیں جو بڈیلوں سے گوشت کو چھڑاتے ہیں“ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ان خصلتوں کی کون طاقت

حاشیہ: اپنے گناہوں کا خود کو ذمہ دار جان۔

۱۔ کہ مجھ سے فلاں فلاں نے گناہ کر لئے میں تو گناہ نہ کرتا لیکن انہوں نے مجھے اس پر

آبادہ یا مجبور کر دیا۔ (ابو الحسن قادری حفظہ)

رکھتا ہے اور ان سے نجات پاسکتا ہے“ فرمایا۔ ”معاذ! جس کے لئے خدا آسان کرے اُسے آسان ہے“ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جتنی تلاوت قرآن مجید کی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے تھے اس حدیث کی وجہ سے میں نے اور کسی کو اتنی تلاوت کرتے ہوئے نہ دیکھا“

اے طالبِ علم! تجھے ان خصائل میں غور کرنا چاہیئے اور جاننا چاہیئے کہ ان بد خصلتوں کا دل میں متحکم ہونے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ غرور اور مناقشہ کے لئے علم حاصل کیا جائے۔ عام آدمی تو اکثر ان خصلتوں سے بچا ہوا ہے لیکن جو خود کو فقیہ (عالم فاضل) سمجھتا ہے وہ ان خصلتوں کا نشانہ بنا ہوا ہے اور ان ہی خباثت کے سبب معرضِ ہلاکت میں ہے۔ اب تو یہ دیکھ کہ کون سا امر اہم ہے۔ آیا یہ کہ ان ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچنے کی کیفیت سیکھے اور اپنے دل کی اصلاح اور آخرت کی آبادی میں کوشش کرے یا یہ اہم ہے کہ بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کرے اور علم سے اس چیز کو حاصل کرے جو غرور، ریا، حسد اور عجب کی زیادتی کا سبب بنے یہاں تک کہ تو ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو؟ اب تجھے جاننا چاہیئے کہ یہ تینوں خصلتیں دل کی اُہاتِ خباثت میں سے ہیں۔ اور ان کے پیدا ہونے کا سبب ایک ہی ہے اور وہ ہے دنیا کی محبت۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے“ اور یہ بھی وارد ہے کہ ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے“ سو جس نے دنیا میں سے بقدر ضرورت اخذ کیا اور اُسے آخرت کا مدگار بنایا تو دنیا اس کے حق میں مزرعۂ آخرت ہے۔ اور جس نے دنیا سے تنعم (عیش و عشرت) کا ارادہ کیا تو وہ اس کی تہلک ہے۔ یہ تقویٰ کا علم ظاہر میں تھوڑا سا ٹکڑا ہے اور بڑا تہہ الہدایت ہے۔ پس اگر تو اس میں اپنے نفس کا تجربہ کرے گا اور وہ اس میں تیرا مطیع رہے گا۔ تو تجھے کتاب ”احیاء العلوم“ کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ تجھے تقوائے باطنی کی طرف پہنچنے کی کیفیت معلوم ہو سکے۔ سو جب تیرا دل پوری طرح تقویٰ سے آباد ہو جائے گا۔ اس وقت وہ حجابات جو تیرے اور خدا کے درمیان حائل ہیں سب اٹھ جائیں گے اور معرفت کے انوار منکشف ہوں گے اور

حکمت کے چشے دل سے بہہ نکلیں گے۔ ملک اور ملکوت کے اسرار تجھ پر ظاہر ہوں گے اور تجھے وہ علوم میسر ہوں گے جن کی وجہ سے تو ان جدید علوم کو جو صحابہ اور تابعین علیہم الصلوٰۃ کے زمانہ میں رائج نہ تھے حقیر جانے گا۔ لیکن اگر تو قیل و قال اور لڑائی جھگڑے کے خاطر علم حاصل کر رہا ہے تو بہت بڑی مصیبت اور طولِ طویل رنج اٹھاتا ہے۔ پھر تو کتنے بڑے نقصان اور زیاں میں ہے؟ اب تجھے اختیار ہے کہ جو چاہے اس پر عمل کر۔ کیونکہ یہ دنیا جسے تو دین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تجھ کو صحیح وسلامت حاصل نہ ہوگی اور بالآخر تجھ سے جہنم لی جائے گی۔ جس نے دنیا کو دین کے ذریعے طلب کیا اس نے (دنیا و آخرت) دونوں میں نقصان اٹھایا اور جس نے دنیا کو دین کی خاطر ترک کیا اس نے دونوں میں نفع اٹھایا۔ یہ ہیں ہدایت کے حیلے جو خدا سے معاملہ کرنے کا راستہ اس کے احکام ماننے اور ممنوعات سے بچنے کا بتاتے ہیں۔ اب ہم تجھے وہ آداب بتاتے ہیں جن سے تو اپنے نفس کا مواخذہ کرے ان معاملات میں جو تجھے خدا کے بندوں اور دنیا کے ساتھ رہ کر کرنے چاہئیں۔

خدا تعالیٰ کے ساتھ آدابِ صحبت و معاشرت اور مخلوقات کے ساتھ معاملات کا بیان

واضح رہے کہ تیرا وہ ساتھی جو تجھ سے حضور و سفر میں، نیند و بیداری بلکہ حیات و موت میں مجاہد نہیں ہوتا۔ وہ تیرا پروردگار، سردار، آقا خالق ہے۔ تو جب اسے یاد کرے وہ تیرا ہم نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہم نشین ہوں“ اور جب تیرا دل دین میں تقصیرات میں غم کھا کر شکستہ ہو تو وہ تیرا ساتھی اور ہم نشین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میں اُن کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے سبب شکستہ ہوتے ہیں۔ جب تجھے اسکی معرفت کما حقہ معلوم ہوگئی تو اسے دوست بنالے اور مخلوق کو ایک طرف چھوڑ دے۔ اگر تمام اوقات میں تو اس پر قادر نہ ہو تو رات اور دن میں تجھے ایک وقت ایسا نکالنا چاہئے جس میں

اپنے مولا کے ساتھ خلوت پذیر ہو کر مناجات کر کے اس سے لذت روحانی حاصل کر لے۔ اس کے لئے تجھے خدا تعالیٰ کے آداب صحبت سیکھنے ضروری ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ سرنگوں رہنا۔ آنکھ نہ مچا رکھنا۔ ہمت کا جمع کرنا۔ ہمیشہ خاموش رہنا۔ جوارح کا مطمئن رہنا۔ حکم بجالانے میں جلدی کرنا۔ منہیات کا ترک کرنا۔ تقدیر پر اعتراض نہ کرنا۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں لگے رہنا۔ حق کو باطل پر ترجیح دینا۔ مخلوق سے امیدیں والبستہ نہ رکھنا۔ ہیبت الہی سے متواضع رہنا۔ حیا کے تحت منکسر ہونا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ضمانت پر اعتماد کر کے کسب کے حیلوں سے مطمئن رہنا۔ اور حسن اختیار کو پہچان کر فضلِ خدا پر بھروسہ رکھنا۔ یہ سب آداب رات اور دن تیرا لباس ہوں کیونکہ یہ اُس ذات پاک کے آداب ہیں جو تجھ سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا۔ اور مخلوق بعض اوقات تجھ سے جدا ہو جاتی ہے۔ اگر تو عالم ہے تو علم کے سترہ آداب ہیں مصیبت کی برداشت، لزومِ بردباری، وقار کے ساتھ دبدبہ قائم رکھنا، سرنگوں ہو کر بیٹھنا، لوگوں پر تکبر کرنے سے بچنا، ظالموں کو ظلم سے ڈرانے کی خاطر جرات سے کام لینا۔ مجلسوں، محفلوں میں متواضع رہنا۔ بے ہودہ مزاح اور ہنسنے بھانسنے سے باز رہنا۔ متعلم سے نرمی کرنا۔ اسکے ناخالصہ کاموں پر سختی سے سزا نہ دینا اور گنہ ذہن شاگرد کو بطریقِ احسن تعلیم دینا اور غصہ ترک کر کے اصلاح کرنا۔ اگر کوئی بات پوچھے تو تکبر کے ساتھ یہ کہہ کر کہ میں نہیں جانتا۔ چھڑکی نہ دینا۔ اگر کوئی سوال پوچھے تو اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرنا (اور نرمی کے ساتھ صحیح جواب دینا) حجت کو قبول کرنا۔ غلط بات سے رجوع کر کے حق بات کو تسلیم کر لینا۔ طالب کو نقصان دہ علم حاصل کرنے سے روکنا۔ اگر وہ نافع علم کو چھوڑ کر دنیاوی مفادات کی طرف راغب ہو تو اس کو جھڑک کر اس سے باز رکھنا۔ نیز شاگرد کو فرض عین (علم دین) سے فراغت سے پہلے فرض کفایہ میں مشغولیت سے روکنا۔ اس کے لئے فرض عین یہ ہے کہ ظاہر و باطن کو آراستہ کرے اور سب سے پہلے از روئے تقویٰ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ تاکہ شاگردِ اولیٰ استاد کے اعمال کی اقتدار کرے اور ثانیاً اس کے اقوال سے مستفید ہو۔ اور اگر تو متعلم (شاگرد) ہے تو وہ ادب کر جو شاگرد کو

استاد کا کرنا چاہیے یعنی یہ کہ اس کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ اسکے سامنے گفتگو بہت کم کرے۔ اور ایسی بات منہ سے نہ نکالے جو استاد نے پوچھی نہ ہو۔ کوئی بات دریافت کرنے سے قبل استاد سے اجازت لینی چاہیے۔ استاد کے قول کے معارضہ میں یہ نہ کہے کہ فلاں کا قول تو آپ کے قول کے مخالف ہے۔ اور اس کی رائے کے خلاف اشارہ نہ کرے۔ اور نہ یہ خیال کرے کہ استاد سے کوئی زیادہ عالم ہے استاد کی مجلس میں اپنے ہم نشین سے کوئی مشورہ نہ کرے اور نہ ہی ادھر ادھر متوجہ ہو۔ بلکہ سر جھکائے۔ ادب سے بیٹھے کہ گویا نماز میں ہے۔ استاد کی طبیعت ناساز نہ ہو تو اس سے زیادہ بات چیت نہ کرے، جب استاد اٹھے تو شاگرد بھی اس کے احترام میں کھڑا ہو جائے۔ کلام اور سوال کی خاطر اس کے پیچھے نہ جائے اور راستے میں اس سے کوئی بات نہ پوچھے جب تک کہ وہ گھر نہ پہنچ جائے۔ نیز استاد کے ظاہر اعمال پر اعتراض و انکار نہ کرے اور نہ بدگمانی کرے۔ اس لئے کہ استاد اسرار کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اس وقت وہ قول یا ذکر کے خاموش رہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اعتراض فرمایا تھا۔ اَخْرَجْتَهَا لِيُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اُمًّا۔ کیا تو نے کشتی کو اس لئے توڑ ڈالا کہ تو کشتی والوں کو ڈوب دے؟ تو نے بہت بُری بات کی۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظاہر پر اعتماد کر کے اعتراض کرنا صحیح نہ تھا۔ اور اگر ترے والدین ہوں تو وہ ادب کر جو اولاد کو ماں باپ کے ساتھ کرنا چاہئے۔ اگر وہ کوئی بات کریں تو غور سے سنے (اور تعمیل کرے) ان کے حکم کو بجالائے۔ جب وہ کھڑے ہوں تو خود بھی کھڑا ہو جائے۔ جب وہ چلیں تو تو ان کے آگے آگے نہ چلے۔ اپنی آواز ان کی آواز سے بلند نہ کرے جب وہ بکاریں تو تو کہے۔ حاضر ہوں، ان کی رضا کا طلب گار رہے۔ ان کے سامنے اپنے کندھے جھکائے رکھے، ان کے حکم کی تعمیل کر کے اور ان کے ساتھ بھلائی کر کے احسان نہ جتائے۔ ان کی طرف غصہ سے نہ دیکھے۔ نہ ان کے ساتھ ترش روئی کرے کہیں سفر پر جانا ہو تو پہلے ان سے اجازت لے۔ ان کے بعد دوسرے لوگ تیرے لئے تین قسم کے ہیں۔

دوست۔ واقف اور اجنبی (بے گانے) اگر کوئی اجنبی نامعلوم بے گانہ تیری مجلس میں آجائے تو بغیر سوچے سمجھے اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کر لینا چاہیے۔ اگر وہ نامعقول بات کرے تو اس کا اثر نہیں لینا چاہیے۔ اس سے میل ملاقات نہیں برکھانی چاہیے۔ اور اس سے اپنی کسی حاجت و ضرورت کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہیے اگر اس سے کوئی ممنوع و مذموم حرکت دیکھے۔ تو اگر یہ توقع ہو کہ وہ تیری نصیحت قبول کر لے گا تو نرمی سے اسے نصیحت کر دے۔

اور دوستوں کے بارے میں تجھے دو باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اول یہ کہ تو صرف اسی سے دوستی کرے جس میں دوستی اور میل جول کے شرائط پائے جاتیں۔ جو شخص بھائی بند کی اور دوستی کے لائق نہ ہو اس سے دوستی نہ کر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنَ يَخَالَئُ۔ ہر شخص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ (کسی کو دوست بنانے سے پہلے) خوب غور کر لے کہ کسے دوست بنا رہا ہے؟ پس جب تو کسی کو تحصیل علم میں اپنا شریک اور امر دین میں اپنا ساتھی بنانے کے لئے دوست بنانا چاہے تو تجھے اس میں پانچ خصلتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی خصلت :- یہ کہ اس میں عقل ہو، اگر عقل نہ ہوئی۔ یہ قوت ہو تو اس کی

حاشیہ دلا یا ران برہ قسم دانی کلامی اند، نانی اند، جانی

بہ نانی نان دہ از در بدر کن سلامے کن بہ یاران کلامی

اگر جانی ست جاں بروئے فدا کن ہمہ راز نہاں بروئے عیال کن

یعنی دوست تین قسم کے ہوتے ہیں۔ کلامی۔ یعنی صرف سلام کلام تک محدود، نانی۔

غرض و مفاد رکھنے والے۔ اور جانی مخلص اللہ فی اللہ محبت کرنے والے۔ کلامی دوست کے ساتھ سلام و کلام، خیر خیریت پوچھنے تک بڑا ورکھ۔ اس کے ساتھ بے تکلف نہ بنا چاہیے۔ نانی دوست کی حسب استطاعت اس کی غرض و مفاد کو پورا کر زیادہ آگے نہ بڑھنا چاہیے۔ جانی دوست مخلص غرض کے ساتھ مخلصانہ بے غرضانہ لیکن گہرا معاملہ رکھ اس پر اپنی جان فدا کر اپنے دکھ درد کا اظہار کر دینا چاہیے تاکہ وہ تیرا مشیر و مددگار رہے۔ (الوالحسن قادری غفرلہ)

دوستی میں کوئی بھلائی نہیں۔ اس کا انجام بھیانک ہوتا ہے اور دوستی منقطع ہو جاتی ہے۔ بیوقوف دوست تجھ کو نفع پہنچانے کی کوشش میں نقصان پہنچا کر دم لے گا۔ بیوقوف دوست سے عقل مند دشمن بھلا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وَلَا تَصْحَبْ أَخَا الْجَهْلِ ۖ وَآيَاكَ وَآيَاكَ
فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ أَرَدْتُمْ ۖ حَلِيمًا حِينًا وَأَخَاهُ
يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ ۖ إِذَا مَا هُوَ مَا شَاءَ
وَالشَّيْءُ عَلَى الشَّيْءِ مَقَامِيسُ وَأَسْبَاةُ
وَالْقَلْبُ عَلَى الْقَلْبِ ۖ دَلِيلٌ حِينٌ يُلْقَاهُ

جاہل کو بھائی نہ بنا خود کو اس سے بچا۔ بہت سے جاہل علیم کو ہلاک کر دیتے ہیں جب کہ وہ اس سے بھائی بندی کرتے ہیں۔ ایک آدمی کو دوسرے پر قیاس کیا جاتا ہے جب کہ وہ اسے چاہتا ہے۔ ایک شے کا دوسری شے پر قیاس اور شبہ ہوتا ہے۔ ایک دل دوسرے دل کی طرف رہنمائی کرتا ہے جب کہ وہ اس سے ملتا ہے۔ حُسنِ خُلق ہے۔ بد خُلق کا مصاحب نہ بن۔ کیونکہ بد خُلق غصہ اور شہوت کے وقت اپنے نفس کا مالک نہیں رہتا۔ حضرت علقمہ عطارِ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی تھی کہ۔ بیٹا! جب تو کسی سے میل ملاپ کرنا چاہے تو ایسے شخص کا رفیق بن کہ جب تو اس کی خدمت کرے تو وہ تیری حفاظت کرے۔ اور جس کی رفاقت تیری عزت کا باعث

ہو۔ اور اگر تو اہل و عیال کے اخراجات پورے کرنے سے عاجز ہو جائے تو وہ اس میں تیری مدد کرے۔ اور ایسے شخص کے ساتھ رہ کہ جب تو بھلائی کے لئے ہاتھ پھیلاتے تو وہ بھی پھیلاتے۔ اور جو تجھ سے کوئی نیکی (بھلائی) دیکھے تو اس کو شمار کرے (یاد رکھے) اور اگر تجھ سے بُرائی دیکھے تو چشم پوشی کرے۔

(کسی پر ظاہر نہ کرے) اگر تو کوئی بات کرے تو وہ تیری تصدیق کرے۔ اور جب تو کوئی کام کرنا چاہے تو وہ تیرا مددگار ہو۔ اور جب کسی سے تیرا تنازعہ ہو تو وہ تجھے ترجیح دے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

إِنَّ أَخَالَكَ الْحَقُّ مَنْ كَانَ مَعَكَ: وَمَنْ يُضِرُّ نَفْسَهُ لِيُنْفَعَكَ
وَمَنْ إِذَا رُبُّ الزَّمَانِ صَدَّ عَنْكَ: شَيْئٌ فَيَلْكَ شَيْئَكَ لِيُجَمِّدَكَ

بے شک سچا دوست وہ ہے جو تیرا ساتھ دے۔ اور وہ جو خود نقصان اٹھا کر بھی
تجھے نفع پہنچائے (تجھے نفع پہنچانے کی خاطر خود تکلیف اٹھائے) اور وہ کہ جب
حوادث زمانہ تجھے صدمہ پہنچائیں تو تیری جمعیت کی خاطر اپنی جمعیت کو پرگندہ کرے۔
تیسری خصلت :- نیکو کاری۔ فاسق کا دوست نہ بن جو کبیرہ گناہوں پر اصرار
کرنے والا ہو۔ کیونکہ جس کے دل میں خوفِ خدا ہو وہ کبیرہ گناہوں پر مہر نہیں ہو سکتا
اور جس کے دل میں خوفِ خدا نہ ہو اس سے امن و سلامتی کی امید عبث ہے کہ وہ
حالات اور اپنی اغراض کے تحت بدلتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَلَوْ لَطَعُ مَنْ أَعْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا
وَاتَّبَعَ هَوَاؤَهُ اے محبوب! آپ اس شخص کی اتباع نہ کریں جس کا دل ہماری
یاد سے غافل ہے اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ لہذا تو بھی فاسق
کی صحبت سے پرہیز کر۔ یاد رکھ! بدکار سے میل جول رکھنا اور گناہوں کا ماحول
میرے دل سے گناہ کی کراہیت زائل کر دیتا ہے پھر تو بھی گناہ کو ملکا جان کر بے آسانی
گناہوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ غیبت کو گناہ نہیں سمجھتے اور
اس میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ وہ کسی عالم کی معمولی سی غلطی کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔
اس کی غیبت کرنے لگتے ہیں حالانکہ غیبت بجائے خود بہت بُری بُرائی ہے۔

چوتھی خصلت :- حرص و لالچ۔ حریص کا دوست نہ بن۔ جو دنیا کا حریص
ہے اس کی صحبت نہ پر قائل ہے۔ اس لئے کہ طبائعِ انسانی میں حرص و لالچ طبعی
طور پر موجود تو پہلے ہی سے ہے پھر جب وہ دوسرے حریص کو دیکھیں اس سے
دوستی میل جول رکھیں تو نادانستہ طور پر بھی حرص و لالچ بڑھ جائے گی اور تو بھی

حاشیہ :- عارف باللہ مولائے روم قدسنا اللہ بامرہ العزیز فرماتے ہیں :-

صحبت صالح ترا صالح کند: صحبت طالح ترا طالح کند

نیکو کار کی صحبت تجھ کو نیکو کار بنا دیتی ہے اور بدکار فاسق کی صحبت تجھ کو بھی
بدکار فاسق بنا دے گی۔ (ابو الحسن قادری غفرلہ)

حر لیں بن جائے گا۔ لیکن اگر تو کسی زاہد کا ہم نشین بنے گا تو تو بھی زاہد بن جائے گا۔ دنیا کا حرص دلاج تیرے دل سے نکل جائے گا اور دل میں دنیا سے بے رغبتی کا جذبہ ابھرے گا۔

پانچویں خصلت :- صدق۔ جھوٹے کا دوست نہ بن کیونکہ تو اس سے دھوکہ کھائے گا۔ جھوٹا آدمی صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح۔ رستی کو سانپ اور سانپ کو رستی کر دکھاتا ہے۔ اور تو اس کے بھڑے میں آکر نقصان اٹھاتا ہے۔ پس تیری سلامتی صرف ان دو باتوں میں ہے کہ یا تو ان پانچوں خصلتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی کو دوست بنائے۔ یا گوشہ نشین ہو جائے۔

ساتھی تین طرح کے ہوتے ہیں

ایک ساتھی تو تیری آخرت کا ہے (نیک صالح) اس کی دوستی میں تجھے دین ہی کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اور دوسرا دنیا کا ساتھی۔ اس کے بارے میں تجھے حسن سلوک کا خیال رکھنا چاہیے اور تیسرا ساتھی۔ شریر، فتنہ گر۔ ایسے شخص کی شرارت، فتنہ اور خباثت سے بچنے کی تدبیر میں لگے رہنا چاہیے۔ تاکہ تو سلامت رہ سکے۔

لوگ تین طرح کے ہیں

ان میں سے ایک تو غذا کی مثال ہیں کہ ان سے قطع تعلق نہیں ہو سکتا۔ (ان کے بغیر گزارہ نہیں) اور دوسرے کی مثال دوا کی سی ہے کہ جس کی کبھی تو ضرورت ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ اور تیسرے کی مثال بیماری کی سی ہے۔ جس کی بالکل کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن انسان کبھی اس میں گرفتار ہو ہی جاتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کی دوستی سے کچھ فائدہ نہیں (یعنی شریر و ظالم) تاہم اس شخص کی مدارات اس کی شرارت سے بچنے کی وجہ سے واجب ہے۔ اور ایسے شخص کے مشاہدے میں (ایک لحاظ سے) بہت بڑا فائدہ بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کے خبیث احوال و افعال جو تجھے بُرے معلوم ہوں ان کو دیکھ کر تو (عبرت حاصل کرے) اور ان سے

حاشیہ :- یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کی کونسی بات صحیح ہے اور کون سی غلط۔

بچنے کی کوشش کرے۔ عقل مند دہی ہے جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت پذیر ہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا ”آپ کو ادب کس نے سکھایا؟“ فرمایا مجھے ادب کسی نے سکھایا نہیں بلکہ جاہل کی جہالت (کی باتوں اور کاموں) کو دیکھ کر ان سے بچتا رہا ہوں۔“ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے۔ ”اگر لوگ ایسی باتوں سے بچیں جو دوسروں سے بُری معلوم ہوتی ہیں تو ان کا ادب کامل ہو جائے اور معلمِ آداب سے بے نیاز ہو جائیں۔“

دوسرا وظیفہ دوستی کے حقوق میں

جب تجھ میں اور تیرے ساتھی میں دوستی قائم ہو جائے تو تجھ پر دوستی کے حقوق کی رعایت واجب ہو جاتی ہے۔ اور ان پر قائم رہنا آدابِ دوستی میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بھائیوں (دوستوں) کی مثال دو ہاتھوں کی سی بیان فرمائی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو دھلاتا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں سے دو مسواکیں کاٹیں۔ ایک سیدھی تھی دوسری میڑھی۔ آپ کے ساتھ ایک صحابی تھا۔ آپ نے سیدھی مسواک اس کو دے دی اور میڑھی اپنے لئے رکھ لی۔ اس نے عرض کی۔ ”یا رسول اللہ! سیدھی مسواک کے جھجھ سے زیادہ آپ حق دار ہیں۔“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ”جو کوئی کسی کا رفیق ہو، اگرچہ ایک ہی گھنٹہ اس کے ساتھ رہا ہو تو صحبت کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا کہ (حق دوستی ادا کر کے) اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا۔ یا ضائع کر دیا“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”جب کبھی دو آدمی ہم صحبت ہوئے تو ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔“

صحبت کے آداب

باوجود اپنی ضرورت کے دوسرے کو مال دنیا اگر یہ نہ ہو سکے تو زائد عن الضرورت

دوسرے کی ضرورت پر خرچ کرنا۔ اگر کسی کو ہاتھوں کی مدد درکار ہو تو اس کی درخواست کے بغیر بھی اس کی مدد کرنا۔ دوسرے کے راز اور عیب کو چھپانا۔ دوست کی ایسی کسی بات کو دوسروں پر ظاہر نہ کرنا کہ جس کا اظہار اسے بُرائی لگے یا لوگ اس کی مذمت کریں۔ اسکی ایسی بات کو لوگوں پر ظاہر کرنا جس سے وہ خوش ہو اور لوگ اس کی تعریف کریں۔ جب دوست کوئی بات کرے تو دھیان سے سُننا۔ جھگڑا کرنے سے باز رہنا۔ دوست کو ایسے نام سے مخاطب کرنا جو اسے پسند ہو۔ دوست کی جو خوبیاں معلوم ہوں ان پر اس کی تعریف کرنا۔ اور اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا۔ اگر اس کی غیر موجودگی میں کوئی اس کی مذمت یا بُرائی بیان کرے تو دوست کی مدافعت کرنا۔ جیسا کہ وہ اپنی مدافعت کرتا ہے۔ جب دوست کو اس کی کسی بات پر نصیحت کرنا مناسب سمجھے تو اشارہ و کنایہ سے اور نرمی و ہمدردی کے ساتھ نصیحت کرنا۔ اگر اس سے کوئی لغزش یا بے ہودگی سرزد ہو جائے تو اس پر سرزنش نہ کی جائے۔ بلکہ درگزر سے کام لیا جائے۔ اور تنہائی میں اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ اس کی زندگی میں بھی اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کے اہل و عیال اور اقربا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے۔ اپنی طرف سے دوست پر کوئی بوجھ نہ ڈالا جائے۔ اپنے کسی کام کی تکلیف نہ دی جائے۔ دوست کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جائے جس سے اس کو خوشی مسرت اور فرحت حاصل ہو۔ مصیبت کے وقت اس کی ہمدردی سچے دل سے کرنی چاہئے اس کے درد و غم میں شریک رہے۔ دوست کے معاملات میں منافقت سے کام نہ لے۔ وہی کچھ ظاہر کرے جو دل میں ہو۔ سِرّ و علانیۃً اس کی دوستی میں غمّص نہ رہے۔ جب آئنا سامنا ہو تو پہلے خود سلام کرے۔ دوست کو مجلس میں احترام سے بٹھائے۔ جب وہ جانے لگے تو کچھ دُور اس کے ساتھ چل کر مشایعت کرے۔ جب وہ بات کرے تو سکون سے اس کی بات سُنے۔ قطع کلامی نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ حاشیرہ یعنی دوست کی اچھی قابلِ تعریف باتوں کا اظہار کیا جائے اور اس کی معیوب باتوں کو چھپایا جائے۔ (فیترہ الاحسان قادری غفرلہ)

اس کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو یہ نفاق کی علامت ہے۔ اور دنیا اور آخرت میں وبال کا موجب بھی۔

تیسری قسم :- وہ لوگ ہیں جن سے محض سلام کلام تک تعارف ہے۔ ان کے ساتھ زیادہ بے تکلف نہ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ صرف زبانی کلامی دوست ہوتے ہیں

اور انہی سے نقصان پہنچنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ حقیقی دوست سے نہیں کیونکہ وہ تو ہر حال میں مددگار ہوتا ہے۔ تاہم اگر زبانی کلامی واقف کاروں سے کہیں بھی

ملنے کا اتفاق ہو تو تجھے چاہئے کہ ان میں سے کسی کو حقارت سے نہ دیکھے۔ کیونکہ تو اس کی حقیقت حال سے ناواقف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔ اس کے

مالدار ہونے کی وجہ سے اس کی تعظیم بھی نہ کرنی چاہئے۔ ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ دنیا و مافیہا عند اللہ حقیر ہے۔ اگر تیرے دل میں مالداروں کی تعظیم و عظمت

آگئی تو تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے گریجائے گا۔ مالداروں سے کچھ مال و دولت حاصل کرنے کی خاطر اپنے دین کو ضائع نہ کر۔ جو اس طرح کرتا ہے وہ ان مالداروں

کی نگاہ میں بھی ذلیل ہو جاتا ہے اور دنیا سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔ اگر وہ تجھ سے دشمنی کریں تو تو ان کی دشمنی کا مقابلہ دشمنی سے نہ کر۔ اس لئے کہ تو ان کا دار

برداشت نہ کر سکے گا۔ لہذا ان کی عداوت میں تیرا دین جاتا رہے گا اور ان کے ساتھ تیرا الجھنا طول پکڑ لے گا۔ اور اگر وہ تیری عزت اور بالمشافہ تعریف اور اظہار

دوستی کریں تو ان کی طرف مائل نہ ہو کیونکہ تو ایسے میو میں سے ایک کو بھی مخلص نہ پائے گا لیکن اگر وہ پس پشت تیری عیب چینی کریں تو نہ تعجب کر اور نہ غصہ میں آ۔ بلکہ اپنی مزید

اصلاح کی طرف توجہ کر۔ تو مالداروں کی دوستی، ان کے مال و دولت اور ان کی مدد و ملاد سے لاپرواہ ہو جا۔ کیونکہ طمع کرنے والا انجام کار محروم ہی رہتا ہے۔ تاہم اگر تو

حاشیہ زہد و تقویٰ چھبست اسے مرد فقیر۔ لاطیع لودن ز سلطان دامیر (بو علی قلندر علیہ الرحمۃ) اسے مرد فقیر زہد و تقویٰ کیا ہے؟ سلطان دامیر سے لاطیع ہو جانا زہد و تقویٰ ہے۔

دل چو آلود دست از حرم دیوار کے شود مکشوف اسرار خدا (بو علی قلندر علیہ الرحمۃ) جب کہ دل حرم دیوار سے آلودہ ہے۔ اسرار الہی تجھ پر کیونکہ ظاہر ہو سکتے ہیں؟

(فیض الوہدات قادری غفرلہ)

(بہ ضرورت شرعی) کسی سے سوال کرے اور وہ پورا کر دے تو اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کا شکر یہ ادا کرے اور اگر وہ کوتاہی کرے تو شکوہ و شکایت نہ کر کہ یہ موجب عداوت ہو جائے گی۔ ایک مومن کی تجھے عذر قبول کرنا چاہیے۔ منافق کی طرح حیب تلاش کرنے والا نہ ہونا چاہیے۔ تو یہی سمجھ کہ اس نے کسی عذر کی بنا پر ہی سوال پورا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کچھ لوگ کسی مسئلہ میں غلطی پر ہوں اور وہ مسئلہ دریافت کرنے میں شرماتے ہوں تو تو از خود ان کو مسئلہ نہ تا کہ اس طرح وہ تیرے دشمن ہو جائیں گے۔ لیکن اگر وہ جہالت کے سبب گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوں تو بغیر سختی کے نرمی کے ساتھ تو حق بات بیان کر دے۔ اگر تو ان سے عزت اور بھلائی دیکھے تو خدا کا شکر کر کہ اُس نے اُن کے دلوں میں تیری محبت ڈال دی۔ اور اگر مخالفت و عداوت دیکھے تو ان کا معاملہ خدا کے سپرد کر دے اور اُن کی شرارت سے خدا کی پناہ طلب کر۔ تو ان کی سرزنش نہ کر اور اُن سے یہ تک نہ کہہ کہ۔ لوگو! تم میری قدر کیوں نہیں پہچانتے۔ میں فلاں شخص کی اولاد ہوں۔ میں بڑا عالم فاضل ہوں۔ کیونکہ اس طرح کہنا بیوقوفی کی بات ہے۔ اپنی فضیلتیں جتنا حماقت ہے۔ اور اس پر یقین رکھ کہ اللہ تعالیٰ ان کو تجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔ مگر تیرے کسی گزشتہ گناہ کے سبب۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ تو اُن کے درمیان اس طرح رہ کہ ان کی صحیح بات کو سنے۔ اُن کی جھوٹی غلط باتوں سے بہرا ہو رہے۔ ان کی خوبیاں بیان کرے۔ اور اُن کی بدلوں سے خاموش رہے۔ اپنے ہم عصر اُن علماء سے میل جول نہ رکھ جو مخالفت اور بحث و مناظرہ میں مشغول رہتے ہوں۔ کیونکہ وہ حسد کی وجہ سے تجھ پر زبان کی گردش کے انتظار میں رہتے ہیں۔ تیرے خلاف کئی قسم کی بدگمانیاں پھیلاتے ہیں۔ اور تیرے سامنے تجھ پر آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں۔ اپنی مجلسوں میں تیری لغزشوں کا شمار کرتے ہیں۔ وہ نہ تیری کسی لغزش کو معاف کریں گے اور نہ تیری پردہ پوشی کریں گے بلکہ تیری بڑی جھوٹی بات کا محاسبہ اور قلیل و کثیر (نعمت) پر حسد کر کے اپنے بھائی بندوں کو تیری چغل خوری اور بہتان پر آمادہ کریں گے۔ اگر وہ خوش ہوں گے تو ظاہر میں تیری چاہلوسی کریں گے اور اگر

ناراض ہوں گے تو ان کا باطن حُمت سے پُر ہوگا۔ ایسے لوگ خوشمالباسوں میں چھپے ہوئے بھیڑیے ہیں۔ تجھے بھی ایسے بہت سول کا تجربہ ہو چکا ہوگا۔ اس لئے ایسے لوگوں کی دوستی میں سراسر گھٹانا اور معاشرے میں رسوائی ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جو ظاہری طور پر تیرے دوست ہیں۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو کھلم کھلا عداوت رکھتے ہیں؟ قاضی معروف علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

فَاَحْذَرُ عَدُوَّكَ مَرَّةً ۚ وَاحْذَرُ صَدِيقَكَ اَلْفَ مَرَّةً
فَلَمْ يَمَّا الْقَلْبُ الصَّدِيقُ ۚ فَكَانَ اَعْرَفَ بِالْمُضَرِّ ۚ

اپنے دشمن سے ایک مرتبہ ڈر اور اپنے دوست سے ہزار مرتبہ خوف کھا۔ اس لئے کہ اگر کبھی دوست بدل جاتا ہے اور وہ دشمن سے زیادہ نقصان پہنچانے میں ماہر ہوتا ہے۔

بہ کسی شاعر نے کہا ہے

عَدُوَّكَ مِنْ صَدِيقِكَ مُسْتَفَادٌ ۚ فَلَا تَسْتَكْبِرَنَّ مِنَ الصَّحَابِ
فَإِنَّ الدَّاعِيَ أَكْثَرَ مَا تَرَاهُ ۚ يَكُونُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ
تیرے دوستوں ہی میں سے تیرے دشمن فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس لئے تو بکثرت دوست نہ بنایا کر۔ بلاشبہ بہت سی بیماریاں جن میں تو مبتلا ہوتا ہے اکثر کھانے پینے کی چیزوں ہی سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

لَمَّا عَفَوْتُ وَلَوْ أَحَقُّدُ عَلَى أَحَدٍ ۚ أَرَحْتُ نَفْسِي مِنْ هَمِّ الْعَدَاوَاتِ
إِنِّي أَحَبُّي عَدُوِّي عِنْدَ رُؤْيَيْهِ ۚ أَدْفَعُ الشَّرَّ عَنِّي بِالْحَيَاتِ
وَأُظْهِرُ الْبَشَرَ لِلْإِنْسَانِ الْبَغْضَةَ ۚ كَأَنَّهُ قَدْ مَلَأَ قَلْبِي مُسَرَّاتٍ
وَكُسْتُ أَسْمُ مِنْ كُسْتُ أَعْرَفُهُ ۚ فَكَيْفَ أَسْلَمُ مِنْ أَهْلِ الْمَوَدَّاتِ
النَّاسُ دَاعٍ دَوَاهُ الْمُحْضَنُ تَرْكُهُمْ ۚ وَفِي الْجَفَا لَهُمْ قَطْعُ الْأَحْوَاتِ

حاشیہ: حماقتوں سے بھرا ہوگا۔

۱۔ یعنی تیرے دشمن کو تیرے دوست ہی تیرے خلاف اطلاعات پہنچاتے اور تیرے راز بتاتے ہیں اور تیرا دشمن فائدہ اٹھاتا ہے۔

۲۔ جن کو تو صحت بخش سمجھ رہا ہوتا ہے اور رغبت سے کھانا پیتا ہے۔

فَسَالِمِ النَّاسِ تَسْلُومًا مِنْ غَوْلِهِمْ ۖ وَكَانَ خُلُوصًا عَلَى كَسْبِ الْمُؤَدَّاتِ
وَحَالِقِ النَّاسِ وَاصِبًا مَا بَلَّيَتْ بِهِمْ ۖ أَحَصًّا أَفْئَكَمَ أَعْمَى ذَا لَقِيَّاتِ
جب میں نے (قصور وار سے) درگزر کی اور کسی پر کینہ نہ کیا تو میں نے خود کو عداوت
کے رنج سے بچالیا۔ میں دشمن سے ملتے وقت اس کو اس لئے سلام کرتا ہوں کہ اس
کو سلام کر کے اس کے شر سے بچ رہوں۔ جس آدمی سے مجھے نفرت ہوتی ہے میں
اس کے لئے بھی اس طرح بشاشت کا اظہار کرتا ہوں کہ گویا اس نے میرے دل
کو مسرت سے بھر دیا ہے جبکہ میں بیگانوں کے شر سے بھی نہیں بچتا تو پھر میں
دوستوں کی شرارت سے کیوں کر سلامت رہ سکتا ہوں؟ لوگ بیماری کی مثل ہیں
اس کی دوا محض یہ ہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ ان کے معاملہ میں اکٹھڑین کرنا بھائی
چارے کو ختم کر دیتا ہے۔ تو (اپنی زبان اور ہاتھ سے) لوگوں کو سلامت رکھ اور
خود بھی ان کی عداوت اور شرارتوں سے سلامت رہ۔ اور سب کے ساتھ الفت
و محبت کا بتاؤ کرنے کی کوشش کرتا رہ۔ تو لوگوں کے ساتھ حسن خلق اختیار کر اور
ان کی طرف سے جو سختیاں آئیں ان پر صبر اختیار کر۔ ان کی شرارتوں کی طرف سے
بہرا۔ گونگا اور اندھا ہو کر آرام کی زندگی بسر کر۔

کسی حکیم نے کہا ہے۔ باوقار طور پر دوست و دشمن سے خوش رہو ہو کر مل۔
لوگوں کی توفیر کر مگر متکبر سے نہیں۔ تواضع اختیار کر خود کو ذلیل کے بغیر۔ اور اپنے تمام
امور میں اعتدال اختیار کر۔ کیونکہ افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں۔

عَلَيْكَ بِأَوْسَاطِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا طَرِيقٌ إِلَى تَنْجِصِ الصَّرَاطِ قَوِيمٌ
وَلَا تَكُ فِيهَا مَفْضُطًا أَوْ مَفْرَطًا فَإِنَّ كَلَّا حَالِ الْأُمُورِ ذَمِيمٌ
تجھ پر لازم ہے کہ ہر امر میں تواضع اختیار کرے کیونکہ سیدھی راہ یہی ہے اور ان
میں افراط یا تفریط نہ کر کیونکہ امور میں یہ دونوں حالتیں مذموم ہیں۔ متکبرانہ انداز
میں اپنے موٹھوں کو نہ دیکھ۔ فخر کے ساتھ گردن گھما گھما کر ادھر ادھر نہ دیکھ۔
لوگوں کے سامنے ان کو کرکھڑا نہ ہو۔ جب کسی مجلس میں بیٹھے تو اونچا ہو کر نہ بیٹھ۔ لوگوں
حاشیہ راہ فخر و تکبر کے ساتھ گردن گھما گھما کر ادھر ادھر نہ دیکھ (فقر الہ الحسن قادری عفرلہ)

کے سامنے انگلیوں کے چٹخانے۔ داروہی یا انگوٹھی سے کھیلنے۔ دانتوں میں خللاں کرنے۔ ناک میں انگلیاں ڈالنے۔ بار بار تھوکنے۔ ناک سے رنچھ نکلانے۔ منہ پر سے مکھیاں اڑانے۔ بار بار انگڑائیاں یا جمائیاں لینے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بجائے نماز تو یہ کام کرنے سے خاص طور پر باز رہنا چاہیے تیری مجلس میں ہدایت کی باتیں ہونی چاہئیں۔ تیرا کلام شائستہ اور شگفتہ جذب ہونا چاہیے۔ اگر کوئی تجھ سے کچھ بیان کرے تو بغیر اظہار تعجب کثیر اس کے عمدہ کلام کو تو قہ سے سن۔ بات کو بار بار دہرانے کی فرمائش نہ کر۔ ہنسنے ہنسانے کی باتوں اور ہیکار قصے کہانیوں سے اپنی زبان کو خاموش رکھ۔ اپنے مال و دولت، اولاد، شعر و کلام اور اپنی تصنیفات کے بارے میں فخر و غرور کی باتیں کرنے سے پرہیز کر۔ اپنے بناؤ سنگھار میں عورتوں کا سا تصنع نہ کر۔ لڑکوں کی طرح بیہودہ فضول حرکتیں نہ کر۔ کثرت سے سرمہ لگانے اور تیل میں اسراف سے بچنا۔ حاجت طلب کرنے میں اصرار نہ کر۔ کسی کو ظلم پر نہ اُبھار۔ اپنوں یا بے گانوں کو اپنے مال و دولت کی مقدار نہ بتا اس لئے کہ اگر وہ اسے قلیل دیکھیں گے تو تو ان کی نگاہوں میں حقیر دکھائی دے گا اور اگر اسے کثیر خیال کریں گے تو تو کبھی ان کی رضامندی حاصل نہ کر سکے گا۔ اگر کسی کو نامناسب بات یا کام پر لٹو کرنا چاہے تو اس میں سختی نہ کر۔ اگر کسی پر نرمی کرنا چاہے تو اس میں اپنے ضعف یا کمزوری کا اظہار نہ ہونا چاہیے۔ اپنے ملازم یا ملازمہ سے مسخری نہ کر ورنہ تیرا وقار جاتا رہے گا۔ اگر کسی سے جھگڑا ہو جائے تو اس میں اپنے وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ جہالت اور عجلت سے بچنا۔ اپنی حجت و دلیل پر غور و فکر کر۔ اپنے ہاتھوں سے بکثرت اشارے نہ کر۔ بار بار پیچھے مڑ مڑ کر نہ دیکھ۔ ہر ایک کے سامنے دوزانو ہو کر نہ بیٹھ۔ جب غصہ فرو ہو جائے تب بات کر جب بادشاہ یا حاکم تجھ کو اپنا مقرب بنائے تو ہر وقت نیزے کی نوک پر رہنا چاہیے

حاشیہ لے کر تو ان کی فرمائشیں اور ان کے مطالبات سبکے سب پورے نہ کر سکے گا۔

۱۰ یعنی ہر وقت محتاط اور ہوشیار رہنا چاہیے۔ (فیتر الہو الحسن قادری غفرلہ)

اپنے آپ کو عافیت کے دوست^۱ سے بچا۔ کیونکہ وہی تیرا سب سے بڑا دشمن ہے۔
مال کو اپنی عزت و آبرو سے زیادہ عزیز نہ سمجھ۔ اسے مرد خدا! تجھے ”بداۃ الہدایہ“
سے اسی قدر کافی ہے۔ اس سے اپنے نفس کا تجربہ کر۔ کیونکہ اس کی تین قسمیں ہیں
ایک قسم طاعت کے آداب میں اور دوسری قسم گناہوں کے ترک میں۔ اور تیسری قسم
مخلوق کے ساتھ ملنے جلنے میں۔ اور یہ خالق و مخلوق کے ساتھ بندے کے تمام
معاملات کی جامع ہیں۔

پس اگر تو اُن کو اپنے حق میں مفید سمجھے اور ان پر عمل کرنے کے لئے اپنے نفس
کو راضی پائے تو جان لے کہ تو ایسا بندہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ نے ایمان سے
منور کر دیا ہے اور تیرا شرح صدر فرمایا ہے۔ اور واضح رہے کہ اس بداۃ کی نہایت
ہے اور اس کے بعد اسرار اور گہری باتیں اور علوم و مکاشفات ہیں۔ اور ہم نے یہ
باتیں ”احیاء العلوم“ میں اچھی طرح بیان کر دی ہیں۔ تجھے چاہیے کہ اس کتاب کا
مطالعہ کرے۔ لیکن اگر تو یہ دیکھے کہ تیرا نفس ان باتوں کی طرف راغب نہیں ہوتا
اور تجھ سے کہتا ہے کہ یہ فن تجھے علماء کی مجلسوں میں کیا فائدہ دے گا اور ہم حصول
پر تجھے کیوں کر سبقت حاصل ہو سکے گی۔ یہ فن تجھے اُمراء و وزراء کی مجلسوں میں
تیرا منصب کیوں کر بلند کرے گا تاکہ تو انعام اکرام، مال و دولت، محکمہ اوقاف میں
عہدے حاصل کر سکے اور منصب قصار تک پہنچ جائے۔ تو سمجھ لے شیطان نے
تجھ کو بہکا دیا ہے، صراطِ مستقیم سے بھٹکا دیا ہے۔ اور تجھے تیرے ماویٰ و منویٰ سے
بجلا دیا ہے سو تو اپنے لئے اپنے جیسا ایک اور شیطان ڈھونڈ تاکہ وہ تجھے تیرے ان مذموم
مقاصد میں مددگار ہو اور تو اپنے مطلوبہ مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو جائے۔
پھر تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے لئے تیرا محلہ کبھی صاف نہ رہے گا۔ چہ جائیکہ تیرا گاہ
اور شہر۔ اس کے بعد تجھ سے ہمیشہ کا ملک، دائمی نعمت جو رب العالمین کے جوار رحمت
میں ہے فوت ہو جائے گی۔ اور تو اس سے محروم رہ جائے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاٰظْہَرًا وَاَبْطٰنًا وَاَحَوْلًا وَاَقْوٰةً اِلَّا بِاللّٰہِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
تمت بالحنی

تصحیح و تہذیب ترجمہ اردو و حواشی ضروریہ - از ابوالحسن الحاج حکیم محمد رمضان علی قادی
الموطن - سنجھورو ضلع ساٹکھڑ سندھ - پاکستان

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس کتاب ”بدایۃ الہدایہ“ میں شامل
قرآنی آیات کی تصحیح کرادی گئی ہے۔ اب اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں۔



حافظ ضیاء الحق شاہ سعیدی

نامزد پروف ریڈر گورنمنٹ آف پاکستان

محمد ابراہیم سعیدی

یہ سچ اینڈ جسرٹین آفیسر محکمہ اوقاف



مولانا الحاج محمد ابوالکلام انصاری نقادری نظری

بہ تمام

سید شاہ تراز لہجہ قادی

مصلح الدین پبلیکیشنز کراچی
سینٹر مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی

ناشر

۴۴۸ سوالات پر مشتمل سوانح حیات سیدنا افضل البشر علیہ السلام پر جامع کتاب

سیرت خلیفۃ الرسول

رضی اللہ عنہ
تعالیٰ عنہ

سیدنا صدیق اکبر

— تالیف لطیف —

حضرت ابوالحسن ابن مولانا

حکیم محمد رمضان علی قادری علیہ السلام

— باہتمام —

سیدہ نازلیہ الحق قادری

حنفیہ پاک پبلیکیشنز، کراچی

بالمقابل شہید مسجد کھارادر، کراچی ۲

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2011

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org